کتاب الصوم

از

ابو شہریار

www.islamic-belief.net

فہرست

فضائل رمضان کی ضعیف احادیث

روزہ کھولنے کی دعا پر سوال ہے

سفر میں روزے

روزہ دیر سے کھولنا

روزے میں حجامہ کرانا

روزے کے چند مسائل

تراویح

تین دن میں تراویح ختم کرنے کی روایت

تراویح کی رکعات کی تعداد

وتر پڑھنے کے مسنون طریقے

رمضان میں قنوت نازلہ کرنا

نماز وتر میں دعا کی طرح ہاتھ اٹھانا

دعا ختم القران کرنا کیا سنت ہے؟

اعتکاف کے مسائل

لیلہ القدر کب ہے

رمضان میں حج کرنا

[عید کی نماز اور خطبہ]

[عید کی نماز کا طریقہ]

[کسی عذر کی بنا پر خطبہ نماز عید سے پہلے کیا جا سکتا ہے؟]

[عید اور جمعہ ایک دن ہونا]

[نفلی روزے]

[شوال کے چھ روزے]

[عرفہ کا روزہ]

[نو، دس محرم کا روزہ]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (183) أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ
مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (184) شَهْرُ رَمَضَانَ
الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ
يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (185)

اے ایمان والوں تم پر صوم (روزوں) کو فرض کیا گیا ہے جیسا کہ کیا گیا تم سے قبل والوں پر کہ شاید تم متقی بن جاؤ۔

گنتی کے چند دن، پس جو تم میں مریض ہو یا سفر میں ہو تو تعداد کو دوسرے دنوں میں پورا کرے، اور جو (بھوک کی مشقت) برداشت (کبھی کبھی) کر پا رہے ہوں وہ مسکین کے کھانے کا فدیہ دے دیں، لیکن جو خوشی سے نیکی کرے تو یہ ان کے لئے اچھا ہے۔ اور بہتری اس میں ہے کہ تم صوم (روزہ) رکھو، اگر تم کو پتا ہو۔

رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، (اس کتاب میں) لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور روشن دلائل ہیں ہدایت کے لئے اور (حق و باطل) میں فرق کرنے کے لئے۔ پس جو اس مہینہ کو پائے وہ صوم (روزہ) رکھے اور جو مریض ہو یا سفر میں ہو وہ تعداد کو دوسرے دنوں میں پورا کرے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور مشکل نہیں چاہتا۔ اور (روزوں کی) گنتی پوری کرو اور اللہ کی تکبیر کرو اس ہدایت پر جو تم کو ملی تاکہ تم شکر گزار بنو

متفق علیہ حدیث ہے کہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں پھر بھی لوگ گناہ کے کام کرتے ہیں شیاطین جکڑنے سے مراد گناہ نہیں کروا سکتا شیطان؟ یا ہمارے ساتھ جو شیطان لگا ہے وہ جکڑا نہیں ہوگا ر بھی انسان رمضان میں بھی گناہ کرتا ہے تحقیق چاہیے شکریہ۔

جواب

روایت وصفدت الشیاطین یا وسلسلت الشیاطین یا وتغل فیہ الشیاطین یعنی شیطانوں کو زنجیروں میں کیا جاتا ہے

اس کی سند ہے

أَبُو سُهَيْلٍ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ (ابن أبي أنس مولى التيميين)، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

سند صحیح ہے اس میں اس راوی کا تفرد ہے

البتہ میرے نزدیک متن منکر ہے

اللہ تعالی نے شیطان کو قیامت تک مہلت دی ہے اور جس کام پر دی ہے اس پر قید نہیں لگ سکتی

سوال: رمضان پہلا عشرہ رحمت کا دوسرا مغفرت کا تیسرا جہنم سے نجات کا والی حدیث صحیح ہے؟

جواب

عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ اِنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر یوم من شعبان فقال: اِیہا الناس قد اِظلکم شہر عظیم مبارک، شہر فیہ لیلۃ خیر من اِلف شہر، جعل اللہ صیامہ فریضۃ، وقیام لیلہ تطوعاً، من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن اِدی فریضۃ فیما سواہ و من اِدی فیہ فریضۃ کان کمن اِدّی سبعین فریضۃ فیما سواہ، وہو شہر اِولہ رحمۃ واِوسطہ مغفرۃ، وآخرہ عتق من النار

یہ روایت صحیح ابن خزیمہ کی ہے لیکن ابن خزیمہ بھی عجیب انسان تھے جس چیز میں ان کو شک ہوتا اس کو شک کے ساتھ صحیح میں لکھتے تھے لہذا اس روایت پر باب قائم کیا

بَابُ فَضَائِلِ شَهْرِ رَمَضَانَ، إِنَّ صَحَّ الْخَبَرُ

ماہ رمضان کے فضائل اگر یہ خبر صحیح ہو

اور سند دی

1887 - ثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، ثنَا يُوسُفُ بْنُ زِيَادٍ، ثنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ

محد ثین کو اس پر شک ہے کہ سعید بن المسیب کا سماع سلمان رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے

سند میں یوسف بن زیاد اِبو عبد اللہ البصری ہے –البخاری واِبو حاتم والساجی: منکر الحدیث، وقال النسائی: لیس بثقۃ، وذکرہ العقیلی وابن حبان فی "الضعفاء".

البتہ الکامل از ابن عدی میں اسکی سند ہے

حَدَّثَنَا مُحَمد بْنُ إِبْرَاهِيم بْنِ ميمون، حَدَّثَنا عُبَيد اللَّهِ بْنُ عُمَر، حَدَّثَنا حَكِيمُ بْنُ خِذَامٍ العَبْدِيُّ إنا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيد بْنِ الْمُسَيَّب عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ،

لیکن یہاں حکیم بْن خذام الاَزدی ہے جس کو امام بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے

بہت سے محد ثین نے اس کو ضعیف یا منکر کہا ہے جو عصر حاضر کے ہیں

اللہ کی رحمت اور اس کی مغفرت کو الگ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کا کسی پر رحم کرنا ہی بندے کو مغفرت کی طرف لاتا ہے اور اس کی رحمت کا مطلب جہنم سے نجات ہے

واللہ اعلم

روزہ کشائی کرنا صحیح ہے ؟

جواب

روزہ کشائی کی تقریب بدعت ہے

دور نبی میں نہیں تھی یہی روایت لگے گی کہ جس نے اس امر دین میں نیا کام کیا جو اس میں نہ ہو تو بدعت ہے

روزہ کھولنے کی دعا پر سوال ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ .

انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: «اللهم لک صمت وعلى رزقك إفطرت» اے اللہ! میں نے تیری ہی خاطر روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

Sunnan e Abu Dawood Hadees # 2357

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى أَبُو مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ سَالِمٍ الْمُقَفَّعَ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَى الْكَفِّ، وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ: ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ .

میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مٹھی سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے، اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے: «ذہب الظمأ وابتلت العروق وثبت الأجر إن شاء الله» پیاس ختم ہو گئی، رگیں تر ہو گئیں، اور اگر اللہ نے چاہا تو ثواب مل گیا۔

یہ روایات صحیح ہیں؟

جواب

Sunnan e Abu Dawood Hadees # 2358

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ .

انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: «اللهم لک صمت وعلى رزقك إفطرت» اے اللہ! میں نے تیری ہی خاطر روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

یہ مرسل ہے

Sunnan e Abu Dawood Hadees # 2357

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى أَبُو مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ سَالِمٍ الْمُقَفَّعَ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَى الْكَفِّ، وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ: ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ .

میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مٹھی سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے، اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے: «ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الأجر إن شاء الله» پیاس ختم ہو گئی، رگیں تر ہو گئیں، اور اگر اللہ نے چاہا تو ثواب مل گیا۔

یہ حسن ہے

ٹھنڈے مشروب سے روزہ کھولنا

ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُلْوَ الْبَارِدَ قَالَ أَبُو عِيسَى هَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ مِثْلَ هَذَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھا اور ٹھنڈا مشروب سب سے زیادہ پسند تھا

امام ترمذی کہتے ہیں ابن عیینہ سے کئی لوگوں نے اسی طرح «عن معمر عن الزہری عن عروۃ عن عائشة» روایت کی ہے لیکن صحیح وہی ہے جو زہری کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً مروی ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الشَّرَابِ أَطْيَبُ ؟ قَالَ الْحُلْوُ الْبَارِدُ قَالَ أَبُو عِيسَى وَهَكَذَا رَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلا وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ.

زہری نے رسول اللہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا مشروب بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا ” میٹھا اور ٹھنڈا مشروب

امام ترمذی کہتے ہیں۔ اسی طرح عبدالرزاق نے بھی معمر سے معمر نے زہری سے اور زہری نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرسلًا روایت کی ہے۔ یہ ابن عیینہ رحمہ اللہ کی حدیث سے زیادہ اَصَحُّ ہے

جواب

جیسا آپ نے حوالہ دیا ہے کہ یہ روایت مرسل ہے یعنی بیچ میں سے منقطع ہے

تو یہ سند ضعیف ہے

رمضان صرف موسم سرما میں ہي آتا تھا

وكانت الشهور في حسابهم لا تدور

جواب

اگر مہینوں کو موسم سے ملانا ہے تو ایک ہی ذریعہ ہے کہ النسی سے مہینوں کو زیادہ یا کم کیا جائے اس طرح مشرک کرتے تھے کہ حج موسم بہار مارچ اپریل میں اتا

اور رمضان سردی میں آئے گا

اسلام نے السنی سے منع ہوا اور اس طرح قمری مہینہ اب کسی بھی موسم میں آ سکتا ہے

ابن کثیر نے تفسیر میں اس روایت کا ذکر کیا ہے

وكانت الشهور في حسابهم لاتدور . وفي هذا نظر

اور کہا ہے یہ محل نظر ہے

کوئی شخص سفر کرکے دوسرے مقام پر جائے تو کتنے روزے کرے؟

جواب

اللہ نے ایک ماہ کے روزے فرض کیے ہیں اس لئے ۲۹ یا ۳۰ دن کے روزے ہیں۔ گنتی پوری ہو گی
اس میں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ یہ شخص کتنے دن، نئے مقام پر رکتا ہے اس کی نیت کیا ہے کیونکہ یہ مسافر ہی سمجھا جائے گا اگر اس کی نیت واپس پلٹنے کی ہے

اگر اس کی نیت صرف عید کی ہے اور چند دن میں واپس جا رہا ہے تو یہ مسافر ہے اس کو روزہ نہیں رکھنا ہے اور نماز بھی قصر کرنی ہو گی اور عید کی نماز اب اس پر واجب نہیں کیونکہ یہ اس علاقے کا مقیم نہیں اس کو بھی چھوڑ سکتا ہے
اس میں تابعین کا طریقہ جو ملا ہے وہ یہ ہے کہ صحیح مسلم کی روایت ہے

یحییٰ بن یحییٰ، یحییٰ بن ایوب، قتیبہ، ابن حجر، یحییٰ بن یحییٰ، اسماعیل، ابن جعفر، محمد، ابن حرملہ حضرت کریب سے روایت ہے کہ حضرت ام الفضل بنت حارث (رض) نے مجھے حضرت معاویہ (رض) کی طرف ملک شام بھیجا میں شام میں پہنچا تو میں نے حضرت ام الفضل کا کام پورا کیا اور وہیں پر رمضان المبارک کا چاند ظاہر ہو گیا اور میں نے شام میں ہی جمعہ کی رات چاند دیکھا پھر میں مہینہ کے آخر میں مدینہ آیا تو حضرت ابن عباس (رض) سے چاند کا ذکر ہوا تو مجھے پوچھنے لگے کہ تم نے چاند کب دیکھا ہے؟ تو میں نے کہا کہ ہم نے جمعہ کی رات چاند دیکھا ہے پھر فرمایا تو نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا ہاں! اور لوگوں نے بھی دیکھا اور انہوں نے روزہ رکھا اور حضرت معاویہ (رض) نے بھی روزہ رکھا۔ حضرت عبداللہ (رض) نے فرمایا کہ ہم نے تو ہفتہ کی شب کو دیکھا اور ہم پورے تیس روزے رکھیں گے یا چاند دیکھ لیں گے، تو میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت معاویہ کا چاند دیکھنا اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں ہے؟ حضرت عبداللہ (رض) نے فرمایا نہیں! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیں اسی طرح کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اس حدیث میں کریب نامی شخص بھی مدینہ کا ہے وہاں کا مقیم ہے لہذا اب یہ اپنے گھر پہنچ چکا ہے اس کا سفر ختم ہو

چکا ہے لہذا ایسے شخص کو شام کے سفر میں روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ کریب نے شام میں ہی روزے شروع کر دیے جبکہ نیت ٹھہرنے کی نہیں تھی – یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ مسافر پر جرح نہیں گئی کہ وہ چاہے تو روزہ رکھ سکتا ہے – البتہ ایک مسافر جس نے جہاں سے رمضان شروع کیا اگر سفر کرنے کے بعد نئے مقام پر جہاں وہ رہتا ہے پہنچ گیا ہے اور اس کے ۲۹ روزے نہیں ہوئے تو اب اس کا سفر ختم ہو چکا ہے اب یہ مقیم ہے اس کے اپنے علاقے میں عید ہوئی تو یہ عید کرے پھر اس کے بعد روزے رکھے

اگر یہ شخص نئے مقام (پر رکنے کی نیت سے نہیں آیا تو یہاں) پر عید کر لے پھر واپس آ کر روزے رکھے - یہ آسانی ہے اور یہ بھی رسول اللہ سے ثابت ہے کہ اگر ایک کام میں آسانی ہو تو آسانی والا طریقہ کیا جائے - بطور مسافر اس پر آسانی ہے

اگر سفر سے پہلے جہاں چاند دیکھا وہاں پر ۳۰ روزے ہو چکے اور اس شخص کے ۳۰ روزے ہو گئے اور سفر کر کے اس مقام پر آیا جہاں ابھی عید نہیں ہوئی تو اس شخص پر روزہ رکھا ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ ایک ماہ کی گنتی پوری کر چکا – اب یہ چاہے تو نفلی روزہ رکھے یا روزہ نہ رکھے

واللہ اعلم

اللہ تعالی نے مسافر پر آسانی رکھی ہے وہ روزے چھوڑ سکتا ہے –

روایات میں ہے کہ مسافر چاہے تو اپنی مرضی سے روزہ رکھ سکتا ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنَ المَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى يَدَيْهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ، فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ "، فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: «قَدْ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور

عسفان تک روزہ رکھتے رہے۔ عسفان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوایا اور دونوں ہاتھ لمبے کرکے پانی کو اٹھایا تاکہ لوگ دیکھیں، پھر افطار کیا، یہاں تک کہ مکہ پہنچے یہ رمضان کا ذکر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ کہتے تھے کہ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نے (سفر میں) روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا۔ اب جس کا جی چاہے سفر میں روزہ رکھے جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

(بخاری، جلد اوّل، کتاب الصّوم، حدیث نمبر 1948)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: «كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى المُفْطِرِ، وَلَا المُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ»

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، کے ساتھ ہم سفر کرتے روزہ رکھنے والا افطار کرنے والے پر عیب نہ لگاتا اور نہ افطار کرنے والا روزہ دار پر۔

روزہ دیر سے کھولنا

روزہ کھولنے سے متعلق ابو موسی کا عمل سنت کے خلاف تھا؟
تحقیق چاہیے۔ مسند احمد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرویات:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ خَيْثَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ قُلْنَا لِعَائِشَةَ إِنَّ فِينَا رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُورَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ السُّحُورَ قَالَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُورَ قَالَ فَقُلْتُ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَتْ كَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوعطیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور مسرق حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ اے ام المومنین ! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی ہیں، ان میں سے ایک صحابی افطار میں بھی جلدی کرتے ہیں اور نماز میں بھی، جبکہ دوسرے صحابی افطار میں بھی تاخیر کرتے ہیں اور نماز میں بھی" انہوں نے فرمایا کہ افطار اور نماز میں عجلت کون کرتے ہیں؟ ہم نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے، اور دوسرے صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

اور یہی حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے

حضرت ابوعطیہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت مسروق ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے دو ایسے ہیں کہ ایک جلدی روزہ افطار کرتے ہیں اور جلدی نماز پڑھتے ہیں جبکہ دوسرے تاخیر سے روزہ کھولتے ہیں اور نماز بھی تاخیر سے ادا کرتے ہیں۔ (ان میں کون سنت کے مطابق عمل کرتا ہے؟) حضرت عائشہؓ نے دریافت فرمایا کہ جلدی کرنے والا کون ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح عمل کرتے تھے، یعنی ان کا عمل سنت کے عین مطابق ہے۔ دوسرے صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ہیں۔

(صحیح مسلم، الصیام: ۱۰۹۹)

ان دونوں احادیث میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا عمل کیسا تھا کیا ان کا عمل سنت کے عین مطابق نہیں تھا

جواب

اس کی اسناد میں ایک راوی ہے جس پر اختلاف ہے کہ یہ کون ہے
قَال عَباس الدُّورِيُّ (1) ، عن يحيى بْن مَعِين: أَبُو عطية الَّذِي روى عنه محمد بن سيرين اسمه مالك بْن عامر، وأبو عطية الوادعي عَمْرو بْن أَبي جندب

ابن معین کے مطابق اس سند میں عمرو بن ابی جندب ہے

قَال إبو عُبَید الآجری: قلتُ لأبی داود: أَبُو عطیۃ الوادعی؟ قال: عَمْرو بْن جندب

ابوداود نے کہا کہ یہ عمرو بن جندب ہے

ابن إبي حاتم: عمرو بن إبي جندب إبو عطیۃ الہمدانی

ابن ابی حاتم نے عمرو بن ابی جندب کہا ہے

جبکہ امام احمد کے نزدیک یہ مالک بن عامر ہے

امام مسلم نے کہا

إبو عطیۃ مالک بن عامر الہمدانی سمع ابن مسعود وعائشۃ،

مالک بن عامر ہے

إبو موسی المدینی نے کتاب الصحابۃ میں اس بحث کو ایک وہو مستشکل جدًّا بہت بڑا اشکال قرار دیا

متاخرین نے ان دونوں کو ملا دیا ہے

اس روایت میں الأعمش ہے جو ۶۱ میں پیدا ہوئے اور أَبُو عطیۃ الوادعیّ الکوفی سے ان کا سماع پر الذھبی نے کہا ہے

تاریخ الاسلام

وقد ورد إن الأعمش رَوَی عَنْہُ، فإنْ کَانَ قد سَمِعَ منہ فیؤخَّر عَنْ ہنا.

اور یہ آیا ہے کہ اعمش نے اس سے روایت کیا ہے تو اگر سنا ہے تو اس نے تاخیر کی ہے

یعنی الذھبی نے کہا کہ اگر اعمش نے سنا ہو گا تو ان کے آخری ایام میں سنا ہوا گا

اس سند میں جو اپ نے پیش کی ہے اس میں اعمش کی تدلیس ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اکمال از مغلطای کے مطابق

وفی روایۃ ابن المدینی عن یحییٰ بن زکریا عن الأعمش عن عمارۃ عن اِبی عطیۃ الوادعی قال: دخلت مع مسروق علی عائشۃ وتابعہ اِبو معاویۃ.

اعمش نے اس روایت کو عمارہ بن عمیر سے لیا ہے

ان اشکالات کے باوجود محدثین نے اس کو صحیح کہا ہے

کتاب علل الحدیث از ابن ابی حاتم کے مطابق

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ سُلَيمان بْنُ حَرْبٍ ، عَنْ شُعْبَة، عَنِ الأعمَش، عَنْ خَيْثَمة ، عَنْ أَبِي عَطيَّة ، عَنْ عائِشَة؛ قَالَتْ: قيل للنبيّ (ص) : رَجُلانِ أحدُهما يُعَجِّلُ الإفطارَ، ويُؤَخِّرُ السُّحُورَ ... وذكَرَ الحديثَ.
وَرَوَاهُ يزيدُ بْنُ أَبِي حَكيم ، عَنِ الثَّوري، عَنِ الأعمَش، عَنْ عُمارَة بْنِ عُمَير، عَنْ أَبِي عَطيَّة، عَنْ عائِشَة، عن النبيّ (ص) .
أيُّهما أصَحُّ؟
قَالَ أَبِي : حديثُ عُمارَة عِنْدِي الصَّحيحُ .

ابی حاتم نے کہا عمارہ کی سند سے صحیح ہے

شعبہ کو جب اعمش نے روایت سنائی تو کہا خَيْثَمَة بن عبد الرحمٰن بن اِبی سَبْرَة سے ملی ہے - خَيْثَمَة بن عبد الرحمٰن بن اِبی سَبْرَة کا سماع ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے

راقم اس سے دلیل نہیں لے سکتا کہ ابو موسی رضی اللہ عنہ دیر سے روزہ کھولتے ہوں گے

روزے میں حجامہ کرانا کیا صحیح ہے ؟ روایت افطر الحاجم والمحجوم کیا صحیح ہے ؟

جواب

جونک لگانے کو سینگنی لگانا یا پچھنے لگوانا بھی کہا جاتا ہے- اس میں جسم یا سر کے کسی حصے پر کٹ لگا کر اس پر جونک لگا دیتے ہیں- اس کو علاج التخسیس یا Leech Therapy کہتے ہیں
اس میں خون جسم سے نکلتا ہے- اس کو رسول اللہ نے اور اصحاب رسول نے روزہ میں کیا ہے

ایک روایت ہے حجامہ کرنے اور کرنے والے دونوں نے افطار کیا- اس روایت کو ابن معین نے رد کیا ہے اور سوالات الجنید میں ہے

قيل ليحيي: حديث داود بن عبد الرحمن العطار، عن ابن جريج، عن عطاء، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أفطر الحاجم والمحجوم» ؟ قال يحيي: «ليس هذا بشيء، إنما هو موقوف عن أبي هريرة

ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حجامہ کرنے اور کرنے والے دونوں نے افطار کیا (یعنی روزہ ٹوٹ گیا) — یحیٰی نے کہا یہ کوئی چیز نہیں — یہ ابوہریرہ پر موقوف ہے

یعنی یہ ابو ہریرہ رضی اللہ کا قول ہے جو ابن جریج مدلس نے بیان کیا ہے

فتح الباری میں ابن حجر کا قول ہے

وقال المروزی: قلت لأحمد: إن يحيى بن معين قال: ليس فيه شيء يثبت! فقال: هذه مجازفة

المروزی نے کہا میں نے امام احمد سے کہا کہ ابن معین نے کہا اس میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے- احمد نے کہا یہ بد احتیاطی ہے

الضعفاء الکبیر از عقیلی کے مطابق امام بخاری اس کو موقوف قول کہتے ہیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ» قَالَ: قَالَ: وَهَذَا، أَيِ الْمَوْقُوفُ، أَوْلَى

عقیلی خود کہتے ہیں

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا الْبَابِ مَعْلُولٌ، فِيهِ اخْتِلَافٌ، وَأَصْلَحُ الْأَحَادِيثِ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ الْأَنْصَارِيِّ

ابو ہریرہ کی حدیث معلول ہے اور اس میں اصح وہ ہے جو شداد کی سند سے ہے

کتاب العلل ترمذی میں ہے

وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: لَيْسَ فِي هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ

امام بخاری نے کہا اصح وہ ہے جو شداد کی سند سے ہے

یہ سند مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَمَانِ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ، فَأَبْصَرَ رَجُلًا يَحْتَجِمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ " (1)

یہ صحیح نہیں ہے ابو قلابہ مدلس ہے

البانی نے اس سند کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے

"الإرواء" (4/ 68 - 70)، "الصحيحة" (2050 - 2051)، "المشكاة" (2012).

قال الزيلعي في "نصب الراية" 3/ 52 - 53: وبالجملة فهذا الحديث -أعني حديث: "أفطر الحاجم"- روي من طرق كثيرة وبأسانيد مختلفة كثيرة الاضطراب،

الزیلعی نے کہا ہے اس میں اضطراب بہت ہے

بعض نے اس کو منسوخ بھی قرار دیا ہے

ترمذی سنن میں کہتے ہیں

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ: الحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ حَتَّى أَنَّ بَعْضَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِاللَّيْلِ

اہل علم کی اصحاب رسول میں سے میں سے ایک قوم نے کراہت کی ہے کہ وہ حجامہ کرائیں اور روزہ سے ہوں یہاں تک وہ رات میں اس کو کرتے

طحاوی مشکل الاثار میں سند دیتے ہیں

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلَ ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ هَلْ كُنْتُمْ تَكْرَهُونَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ؟ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ

انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم صرف اس لئے روزہ میں حجامہ نہیں کرتے کہ کمزوری ہوتی ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ , قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ , قَالَ: أنا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ , قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْحِجَامَةِ , لِلصَّائِمِ فَقَالَ: " مَا كُنْتُ أَرَى الْحِجَامَةَ تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ إِلَّا مِنَ الْجَهْدِ

انس نے کہا ہم نہیں کرتے کیونکہ اس میں محنت ہوتی ہے

ابراہیم النخعی نے کہا روزے میں کمزوری کی وجہ سے اس کو مکروہ سمجھتے ہیں

حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ سِنَانٍ قَالَ: ثنا يَحْيَى الْقَطَّانُ قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ , فَقَالَ: «إِنَّمَا كُرِهَتْ مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ»

ابن عباس سے مروی نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے میں حجامہ کرایا ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: «احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ»

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ , قَالَ: ثنا أَبُو غَسَّانَ , قَالَ: ثنا مَسْعُودُ بْنُ سَعْدٍ الْجُعْفِيُّ , عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ , عَنْ مِقْسَمٍ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: «احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ»

وَقَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا حَجَّاجُ قَالَ: ثنا حَمَّادُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيد أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّد كَانَا لَا يَرَيَانِ بِالْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا وَقَالَا: أَرَأَيْتَ لَوِ احْتَجَمَ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ أَكَانَ ذَلِكَ يُفْطِرُهُ؟

قاسم بن محمد فقیہ مدینہ کہتے تھے کہ روزے میں حجامہ میں کوئی برائی نہیں ہے اور کہتے کہ جو چیز پشت پر ہو اس سے کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

یعنی فقہاء میں اختلاف ہوا بہت سے اس طرف گئے ہیں مثلا اہل شام کہتے ہیں روزہ ٹوٹ جائے گا اور اہل حجاز میں عکرمہ اور محمد بن قاسم کا کہنا ہے کہ کوئی نہیں ٹوٹے گا یہ قول ابو ہریرہ کا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ میں حجامہ کرانا معلوم ہے

محدثین میں ابن معین نے سختی سے اس روایت کو رد کر دیا اور امام احمد اور امام بخاری نے صحیح قرار دیا ہے

اس بنیاد پر جسم سے کسی مقصد کے تحت خون نکالنا منع نہیں ہے مثلا شوگر ٹیسٹ کرنا – البتہ انجکشن نہیں لے سکتے کیونکہ جسم میں کوئی چیز داخل نہیں کر سکتے – خون جسم سے نکلتا ہے تو صحیح ہے لیکن انجکشن میں جسم میں چیز جائے گی جو صحیح نہیں

سوال : فجر کی اذان ہو رہی ہو اور برتن ہاتھ میں ہو تو کیا کھانا یا پینا چھوڑ دیا جائے ؟

جواب

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں : إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ (سنن ابی داود : 2350) جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اسکے ہاتھ میں ہو تو وہ اسے اس وقت تک نہ رکھے جب تک اس میں سے اپنی حاجت پوری نہ کر لے۔

یہ دین میں آسانی شریعت میں موجود ہے—اس کو کم کرنا بیڑی ڈالنا ہے اور فجر کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ اس پر کوئی واضح اشارہ نہیں ہے—صرف آسمان پر روشنی سے اندازکیا جاتا ہے کہ اب فجر کا وقت ہوا ہے

سوال : مسواک نہ ہو تو کیا ٹوتھ پیسٹ کر سکتے ہیں؟ ٹوتھ پیسٹ میں خوشبو اور ذائقہ ہوتا ہے

جواب

مسواک میں خوشبو بھی ہے اور ذائقہ بھی ہے اور یہ غذا بھی ہے کیونکہ تحقیق سے معلوم ہے کہ یہ مسوڑوں کو تقویت دیتی ہے۔ حدیث میں درخت کی جڑ کو بھی غذا بیان کیا گیا ہے لہٰذا یہ خوارک بھی ہے۔ اس کو روزہ میں استعمال کرنا شریعت نے جائز کیا ہے

اب ٹوتھ پیسٹ کو دیکھیں—یہ دور نبوی میں نہیں تھا اور اس کا مقصد وہی ہے جو مسواک کا ہے—اس میں بھی

خوشبو ہو سکتی ہے اور اس کا بھی ذائقہ ہوتا ہے۔ عمل کا مدار نیت پر ہے لہٰذا اس کو مسواک پر قیاس کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ حلق سے نیچے تو وضو کے پانی کا اثر بھی چلا جاتا ہے لیکن اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ المُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا روزہ ڈھال ہے۔ روزے میں فحش باتیں نہ کرو نہ جہالت کی باتیں اگر کوئی اس سے لڑے یا گالی دے تو دو بار کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے تھے یہاں تک کہ روزے میں بھی مسواک کرتے تھے –منہ کی بو اصل میں جسم میں پانی کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کا تعلق دانتوں سے نہیں ہوتا –لہٰذا دانتوں کو روزے میں صاف رکھنا سنت سے معلوم ہے۔ اگر کوئی مسواک بھی کرلے تو اس کے باوجود بھی منہ سے بو آئے گی

روزے میں سرمہ لگانا

جواب

حدثنا عبد الأعلى بن واصل الكوفي حدثنا الحسن بن عطية حدثنا أبو عاتكة عن أنس بن مالك قال جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال اشتكت عيني أفأكتحل وأنا صائم قال نعم قال وفي الباب عن أبي رافع قال أبو عيسى حديث أنس حديث ليس إسناده بالقوي ولا يصح عن النبي صلى الله عليه وسلم في هذا الباب شيء وأبو عاتكة يضعف واختلف أهل العلم

فی الکحل للصائم فکرہہ بعضہم وہو قول سفیان وابن المبارک واِحمد وإسحٰق ورخص بعض اِہل العلم فی الکحل للصائم وہو قول الشافعی .

تحقیق الاألبانی:

ضعیف الاِسناد

ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میری آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے۔ کیا میں روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں!"

ترمذی، الجامع الصحیح ابواب الصوم، باب ماجاء فی الکحل للصائم، 2: 97، رقم: 726

———-

ترمذی نے خود لکھا ہے
، وَلَا یَصِحُّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی ہٰذَا الْبَابِ شَیْءٌ
اس باب میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے

اب قیاس کیا جائے تو سرمہ آنکھ میں لگ کر حلق تک نہیں جاتا

اس بنا پر لگایا جا سکتا ہے۔بعض نے اس کو مکروہ کہا ہے

روزہ میں بے اختیار قے کرنے سے روزہ ٹوٹ گیا؟

جواب

سنن ابو داود اور ابن ماجہ میں ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ ذَرَعَهُ قَيْءٌ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ، قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ أَيْضًا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامٍ، مِثْلَهُ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو قے ہو جائے اور وہ روزے سے ہو تو اس پر قضاء نہیں، ہاں اگر اس نے قصداً قے کی تو قضاء کرے۔ ابوداؤد کہتے ہیں: اسے حفص بن غیاث نے بھی ہشام سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

بغیر کسی شرعی عذر کے روزہ توڑنے پر کیا قضاء ہے؟

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ ابْنِ مُطَوِّسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ: عَنْ أَبِي الْمُطَوِّسِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ فِي غَيْرِ رُخْصَةٍ رَخَّصَهَا اللَّهُ لَهُ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صِيَامُ الدَّهْرِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان میں بغیر کسی شرعی عذر کے ایک دن کا روزہ توڑ دیا تو اس کی قضاء زمانہ بھر کے روزے بھی نہیں کر سکیں گے۔

جواب

البانی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے – متن منکر ہے

اس کی سند میں ابی المطوس مجہول ہے

حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے روزہ میں جماع کیا رسول اللہ نے اس پر قضا کا حکم کیا
یعنی اس نے جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا

اس طرح جو روایت اوپر ہے وہ منکر ہے

تذکرۃ الحفاظ (إطراف إحادیث کتاب المجروحین لابن حبان از ابن القیسرانی (المتوفی: 507ھـ)
مَنْ إِفْطَرَ یَومًا مِنْ رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا . . .» الْحَدِیثَ.
رَوَاهُ إِبُو الْمُطَوِّسِ، عَنْ إِبِیهِ، عَنْ إِبِی هُرَیْرَةَ.
وَإِبُو الْمُطَوِّسِ رَجُلٌ مِنْ إِهْلِ مَكَّةَ، رَوَى عَنْ إِبِیهِ مَا لا یُتَابَعُ عَلَیْهِ، وَلا یُحْتَجُّ بِهِ إِذَا انْفَرَدَ.
ابن قیسرانی نے کہا اس روایت سے دلیل مت لو جس میں إِبُو الْمُطَوِّسِ منفرد ہو

قَالَ شُعْبَةُ: وَلَمْ یَسْمَعْهُ حَبِیبٌ مِنْ إِبِی الْمُطَوِّسِ، وَقَدْ رَآهُ.
شعبہ نے کہا اس میں راوی حَبِیبِ بْنِ إِبِی ثَابِتٍ کا سماع بھی إِبِی الْمُطَوِّسِ سے نہیں ہے
علل دارقطنی

الجامع لعلوم الإمام إحمد - علل الحدیث الإمام: إبو عبد اللہ إحمد بن حنبل از إبراهیم النحاس کے مطابق

احمد کا کہنا ہے
حدیث إبی ہریرۃ - رضی اللہ عنہ -: ” من إفطر یومًا من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدہر کلہ وإن صامہ“ (1).
قال الإمام إحمد: لیس یصح ہذا الحدیث و قال مرۃ: لا إعرف إبا المطوس، ولا ابن المطوس، ولا إعرف حدیثہ عن غیرہ
احمد نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور کہا إبا المطوس، اور اس کا بیٹا نہیں جانا جاتا

سنن ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الجَهْضَمِيُّ، وَأَبُو عَمَّارٍ وَالمَعْنَى وَاحِدٌ وَاللَّفْظُ لَفْظُ أَبِي عَمَّارٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتُ. قَالَ: «وَمَا أَهْلَكَكَ؟»، قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: «هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟»، قَالَ: لَا، قَالَ: «فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟»، قَالَ: لَا، قَالَ: «فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟»، قَالَ: لَا، قَالَ: «اجْلِسْ»، فَجَلَسَ، فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، وَالعَرَقُ المِكْتَلُ الضَّخْمُ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ»، فَقَالَ: مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَحَدٌ أَفْقَرُ مِنَّا، [ص: 94] قَالَ: فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، قَالَ: «فَخُذْهُ، فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ» وَفِي البَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَعَائِشَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو. : «حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ»، " وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ فِي مَنْ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا مِنْ جِمَاعٍ، وَأَمَّا مَنْ أَفْطَرَ مُتَعَمِّدًا مِنْ أَكْلٍ أَوْ شُرْبٍ، فَإِنَّ أَهْلَ العِلْمِ قَدْ اخْتَلَفُوا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَيْهِ القَضَاءُ، وَالكَفَّارَةُ، وَشَبَّهُوا الأَكْلَ وَالشُّرْبَ بِالجِمَاعِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ المُبَارَكِ، وَإِسْحَاقَ «، » وقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَيْهِ القَضَاءُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ، لِأَنَّهُ إِنَّمَا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الكَفَّارَةُ فِي الجِمَاعِ وَلَمْ تُذْكَرْ عَنْهُ فِي الأَكْلِ وَالشُّرْبِ، وَقَالُوا: لَا يُشْبِهُ الأَكْلُ وَالشُّرْبُ الجِمَاعَ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ "، وقَالَ الشَّافِعِيُّ: " وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلرَّجُلِ الَّذِي أَفْطَرَ فَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ يَحْتَمِلُ هَذَا مَعَانِيَ: يَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الكَفَّارَةُ عَلَى مَنْ قَدَرَ عَلَيْهَا، وَهَذَا رَجُلٌ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الكَفَّارَةِ، فَلَمَّا أَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا وَمَلَكَهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا أَحَدٌ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنَّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ، لِأَنَّ الكَفَّارَةَ إِنَّمَا تَكُونُ بَعْدَ الفَضْلِ عَنْ قُوتِهِ «، » وَاخْتَارَ الشَّافِعِيُّ لِمَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ هَذَا الحَالِ أَنْ يَأْكُلَهُ وَتَكُونَ الكَفَّارَةُ عَلَيْهِ دَيْنًا، فَمَتَى مَا مَلَكَ يَوْمًا مَا كَفَّرَ "

کیا جھوٹ بولنے پر روزہ قبول نہ ہو گا؟

حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ المَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ""مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور دغا بازی کرنا (روزے رکھ کر بھی) نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

یعنی اس بندے کا روزہ قبول نہیں ہوگا؟

جواب روزہ قبول نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

جو دمہ کے مریض ہوں وہ رمضان کے روزے میں انہیلر لے سکتے ہیں؟

جواب

جو انہیلر لیتے ہیں وہ اضطراری مرض کی کیفیت میں ہیں لہٰذا ان کے لئے جائز ہے کہ روزہ نہ رکھیں فدیہ دیں

جو امتحان دے رہے ہوں وہ رمضان کا روزہ چھوڑ سکتے ہیں؟

جواب

نہیں چھوڑ سکتے ــ صرف مریض اور مسافر چھوڑ سکتے ہیں

روزے میں انجکشن لگوا سکتے ہیں یا شوگر ٹیسٹ کرا سکتے ہیں؟

جواب

جونک لگانے کو سنگنی لگانا یا پچھنے لگوانا بھی کہا جاتا ہے۔ اس کو Leech Therapy کہتے ہیں اس میں خون جسم سے نکلتا ہے۔ اس کو رسول اللہ نے اور اصحاب رسول نے روزہ میں کیا ہے۔ شوگر ٹیسٹ کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں خون کا سمپل لے کر ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ انجکشن نہیں لے سکتے۔ جسم میں کوئی چیز داخل نہیں کر سکتے۔ خون جسم سے نکلتا ہے تو صحیح ہے لیکن انجکشن میں جسم میں چیز جائے گی جو صحیح نہیں

روزے میں آنکھ میں دوائی ڈال سکتے ہیں؟

جواب

آنکھ میں دوا نہیں ڈال سکتے۔ آنکھ اور حلق مل جاتے ہیں اور دوا حلق میں جائے گی۔ اس کو نکالنا ممکن نہ ہوگا اس لئے نہیں کر سکتے

جان بوجھ کر روزہ چھوڑنے والی حدیث ہے

جان بوجھ کر روزہ نہ رکھنا انتہائی محرومی اور شقاوت کی بات ہے، ایک حدیث میں ہے: من إفطر یوماً من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدہر کلہ وإن صامہ رواہ إحمد والترمذی وإبوداوٗد (مشکاۃ: ۲۰۱۳) یعنی جو شخص بلا کسی عذر کے ایک دن بھی ماہِ رمضان کا روزہ چھوڑے گا تو پوری زندگی کے روزے بھی اس کے ثواب کی تلافی نہ کر سکیں گے۔

جواب اس کی تمام سندوں میں ایک مجہول ہے لہذا روایت ضعیف ہے

تراویح

تراویح بدعت ہے؟

جواب

تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن پڑھی بعد میں کہیں یہ فرض نہ ہو جائے اور امت کو مشکل ہو اس کو عوام میں ادا نہ کیا لیکن رمضان میں انفرادی رات کی نماز کا حکم جاری رہا یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اس کو جماعت کے ساتھ کیا جائے لگا

یاد رہے کہ اس سے قبل جنگ یمامہ میں بہت سے قاری شہید ہوئے اور ہر کوئی قرآن کا یاد کرنے والا حافظ نہ تھا ایران فتح ہو گیا تھا اور مدینہ النبی غلاموں سے بھر گیا لہذا ایک قاری کے پیچھے انہوں نے لوگوں کو جمع کیا جو ابی بن کعب تھے اس طرح اس کا واپس اجرا ہوا
چونکہ یہ ایک سنت تھی لیکن ایک حکمت کے تحت رکی ہوئی تھی اس کو واپس شروع کرنے کا ثواب ہو گا ان شاء اللہ

تین دن میں تراویح ختم کرنے کی روایت

Sahih Bukhari Hadees #

1978

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ""صُمْ

مِنَ الشَّهْرِ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ، قَالَ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَمَا زَالَ حَتَّى قَالَ: صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا، فَقَالَ: اقْرَإِ القُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ، قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ، فَمَا زَالَ حَتَّى قَالَ فِي ثَلاَثٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مہینہ میں صرف تین دن کے روزے رکھا کر۔ انہوں نے کہا کہ مجھ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ اسی طرح وہ برابر کہتے رہے (کہ مجھ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے) یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن کا روزہ چھوڑ دیا کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ مہینہ میں ایک قرآن مجید ختم کیا کر۔ انہوں نے اس پر بھی کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ اور برابر یہی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دن میں (ایک قرآن ختم کیا کر)۔

یہ حدیث صحیح ہے تین دن میں رمضان میں قرآن ختم کرنے کی دلیل ہے یہ حدیث ؟

جواب

صحیح بخاری کی حدیث کی سند بعض محدثین کے نزدیک منقطع ہے

مُجاہِدٍ کا عبد اللہ بن عمرو سماع سے ثابت نہیں ہے –کتاب جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از العلائی (المتوفی: 761ھـ) کے مطابق

واختلف فی روایتہ عن عبد اللہ بن عمرو فقیل لم یسمع منہ قلت إخرج لہ البخاری عنہ حدیثین

اور مجاہد کا عبد اللہ بن عمرو سے روایت کرنے میں اختلاف ہے کہا جاتا ہے انہوں نے ان سے نہیں سنا میں کہتا ہوں اس سے بخاری نے دو حدیثیں لی ہیں

اس میں ایک یہی تین دن میں قرآن ختم کرنے والی ہے

سنن نسائی میں مجاہد کی سند سے ہی ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو حَصِينٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: زَوَّجَنِي أَبِي امْرَأَةً فَجَاءَ يَزُورُهَا، فَقَالَ: كَيْفَ تَرَيْنَ بَعْلَكِ؟ فَقَالَتْ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَا يَنَامُ اللَّيْلَ، وَلَا يُفْطِرُ النَّهَارَ فَوَقَعَ بِي، وَقَالَ: زَوَّجْتُكَ امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَعَضَلْتَهَا، قَالَ: فَجَعَلْتُ لَا أَلْتَفِتُ إِلَى قَوْلِهِ مِمَّا أَرَى عِنْدِي مِنَ الْقُوَّةِ وَالِاجْتِهَادِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «لَكِنِّي أَنَا أَقُومُ وَأَنَامُ، وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، فَقُمْ وَنَمْ، وَصُمْ وَأَفْطِرْ» قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ»، فَقُلْتُ: أَنَا أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا»، قُلْتُ: أَنَا أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ»، ثُمَّ انْتَهَى إِلَى خَمْسَ عَشْرَةَ وَأَنَا أَقُولُ: أَنَا أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ

صحیح مسلم میں دوسرا طرق ہے

حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: - وَأَحْسَبُنِي قَدْ سَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ» قَالَ قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي عِشْرِينَ لَيْلَةً» قَالَ قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ»

اس میں محمد بن عبد الرحمٰن، مولی بنی زہرۃ مجہول ہے

سنن ابو داود میں تیسرا طرق ہے

حدَّثنا ابن المثنَّى، حدَّثنا عبدُ الصَّمد، حدَّثنا همّام، حدَّثنا قتادة، عن يزيد بن عبد

الله

عن عبد الله بن عمرو أنه قال: يا رسولَ الله، في كم أقرأ القرآن؟ مال: "في شَهرٍ" قال: إني أقوى من ذلك - رَدَّدَ الكلامَ أبو موسى وتَناقصَه، حتى - قال: "اقرأْه في سَبْعٍ" قال: إني أقوى مِنْ ذلك، قال: "لا يَفْقَه مَنْ قرأه في أقلَّ من ثلاث

اور مسند البزار میں ہے

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ يَعْنِي ابْنَ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ فَلَمْ يَفْقَهْ» . وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا، قَالَ: عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو غَيْرُ وَكِيعٍ، عَنْ هَمَّامٍ، وَقَدْ خَالَفَهُ شُعْبَةُ فَقَالَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ان دونوں میں میں قتادہ کا عنعنہ ہے

البتہ تین دن سے کم پڑھنا منع ہے جو اور اسناد سے معلوم ہے ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ القُرَشِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي كَمْ أَقْرَأُ القُرْآنَ؟ قَالَ: «اخْتِمْهُ فِي شَهْرٍ». قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «اخْتِمْهُ فِي عِشْرِينَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «اخْتِمْهُ فِي خَمْسَةَ عَشَرَ». قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «اخْتِمْهُ فِي عَشْرٍ». قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «اخْتِمْهُ فِي خَمْسٍ». قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: فَمَا رَخَّصَ لِي: «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ عَمْرٍو

اس کی سند حسن ہے اس سے دلیل لی جا سکتی ہے

یہ انفرادی قرات کا حکم ہے جو نماز میں نہ ہو کیونکہ اس میں تین دن کا ذکر ہے اور اتنی لمبی قرات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز میں نہیں کیں-ایسا عمل نماز میں کرنا حرام ہے جو امتی کو نبی پر سبقت دے دے-
ایسی کوئی حدیث نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن تین دن نماز میں ختم کر دیا ہو

تراویح کی رکعات کی تعداد

تراویح کی رکعات آٹھ ہیں؟

آٹھ (۸) رکعات تراویح سے متعلق روایت موطا امام مالک کی تحقیق درکار ہے

امام مالک رحمہ اللہ (المتوفی 179) نے کہا:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ قَالَ: أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ: وَقَدْ «كَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِينَ، حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ، وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ»[موطأ مالك : 1/ 115 واسناده صحيح على شرط الشيخين ومن طريق مالك رواه النسائى فى السنن الكبرى 3/ 113 رقم 4687 و الطحاوى فى شرح معاني الآثار 1/ 293 رقم 1741 وابوبكر النيسابوى فى الفوائد (مخطوط) ص 16 رقم 18 ترقيم الشاملہ و البيهقى فى السنن الكبرى 2/ 496 رقم 4392 كلهم من طريق مالک بہ]۔

یہ روایت بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اس کی سند میں کسی علت کا نام ونشان تک نہیں، اس روایت سے معلوم ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آٹھ رکعات تراویح اور تین رکعات وتر ہی کا حکم دیا اوران کے دور میں آٹھ رکعات تراویح ہی ہوتی تھی۔

اس روایت کے برخلاف کسی ایک بھی روایت میں یہ ثبوت نہیں ملتا کہ عہد فاروقی میں یا اس سے قبل یا اس کے بعد کسی ایک بھی صحابی نے آٹھ رکعات سے زائد تراویح پڑھی ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ تراویح کی آٹھ رکعات ہونے پر تمام صحابہ کا اجماع تھا۔

جواب

موطا میں یہ بھی ہے

مَالِكٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ؛ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فِي رَمَضَانَ، بِثَلاَثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً

امام مالک کہتے ہیں کہ یزید بن رومان نے کہا کہ لوگ عمر کے دور میں رمضان میں ۲۳ رکعت کا قیام کرتے

یعنی ۲۰ رکعت اور تین وتر

کتاب مختصر قیام اللیل وقیام رمضان وکتاب الوتر از أبو عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج المَرْوَزِي (المتوفى: 294هـ) میں 20 سے اوپر اقوال ہیں جن میں بیس رکعت کی تائید تابعین کر رہے ہیں

کتاب الشریعۃ از الآجُرِّیّ کی روایت ہے

وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ جَرِيرِ بْنِ جَبَلَةَ الْعَتَكِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ يَعْنِي ابْنَ مَرْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ , عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ , عَنْ أَبِي الْحَسْنَاءِ , أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ «أَمَرَ رَجُلًا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ

تَرْوِيحَات عِشْرِينَ رَكْعَةً» [ص:1782] قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ رَحِمَهُ اللَّهُ: وَهَكَذَا بَايَعَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي جَمْعِهِ الْمُصْحَفَ , وَصَوَّبَ رَأْيَهُ فِي جَمْعِهِ , وَقَالَ: أَوَّلُ مَنْ جَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنْكَرَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَلَى طَوَائِفَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ مِمَّنْ عَابَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِجَمْعِهِ لِلْمُصْحَفِ , فَأَنْكَرَ عَلَيْهِمْ إِنْكَارًا شَدِيدًا خِلَافَ مَا قَالَتْهُ الرَّافِضَةُ

علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں پانچ ترویحات کا حکم دیا جو بیس رکعت تھیں اس روایت کو صحیح سمجھتے ہوئے محمد بن حسین الآجرّیؒ نے کہا ہے کہ روافض جھوٹ بولتے ہیں کہ علی عثمان مخالف تھے - معلوم ہوا اس سے دلیل لی گئی ہے ظاہر ہے صحیح سمجھتے ہوئے ہی دلیل لی جا سکتی ہے

سنن ترمذی میں امام ترمذی کہتے ہیں

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ، فَرَأَى بَعْضُهُمْ: أَنْ يُصَلِّيَ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ رَكْعَةً مَعَ الوِتْرِ، وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ المَدِينَةِ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَهُمْ بِالمَدِينَةِ،

اکتالیس رکعت تراویح وتر کے ساتھ اہل مدینہ کا عمل ہے

الغرض تراویح کی کوئی مقدار نہیں صرف طاق رکعت پڑھنی ہے جتنی ہمت ہو کیونکہ جب تک رات ہے اس کو پڑھا جا سکتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱ رکعت پڑھتے تھے لیکن جیسی وہ رکعت تھیں اب کوئی بھی ویسی نہیں پڑھ سکتا لہذا اہمیت رکعت کی تعداد کی نہیں عبادت میں خلوص کی ہے یہی وجہ ہے امام ترمذی کے دور میں ۴۱ رکعت تھیں- الاجری جو ۳۶۰ ہجری کے ہیں وہ بیس رکعت کی بات کرتے ہیں- امام مالک ۱۱ سے ۲۳ کی بات کرتے ہیں اور بیہقی

۲۰ کی بات کرتے ہیں

اب سوال ہے کیا آٹھ رکعات تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتیں ہیں کہ رمضان اور غیر رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز ایک ہی تھی چار چار رکعات اور تین وتر

یعنی چار رکعات ایک ہی سلام سے پھر چار ایک ہی سلام سے اس طرح آٹھ پڑھی گئیں

مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلاَ فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاَثًا

ابن عباس رضی اللہ خاص طور پر میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کئی دفعہ رکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز دیکھیں

صحیح بخاری کی حدیث ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلم وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، ثُمَّ قَالَ: «نَامَ الغُلَيِّمُ» أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا، ثُمَّ قَامَ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ، حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ خَطِيطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ

رسول اللہ نے چار رکعت پڑھی پھر سو گئے پھر اٹھے اور پانچ رکعآت پڑھیں پھر دو رکعت پڑھیں کل ۱۱ ہی ہوئیں لیکن ترتیب الگ ہوئی

وتر یہاں بیچ میں ہے

بخاری کی ہی ایک دوسری ابن عباس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات میں تیرہ رکعت پڑھیں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ «فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ عَلَى يَسَارِهِ، فَأَخَذَنِي، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ

بخاری کی روایت میں ان کی ترتیب تھی

ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ

، کل ۱۲ رکعت اور ان کے آخر میں ایک وتر

دو رکعات دو رکعات دو رکعات دو رکعات دو رکعات دو رکعات

پھر ایک وتر

معلوم ہوا اصل میں طاق رکعت پڑھنی ہیں

لہٰذا آٹھ رکعت تراویح مقید نہیں ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی نماز رات کے بیچ میں پڑھائی
اِنَّ رَسُولَ اللَّہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَیلَۃً مِن جَوفِ اللَّیلِ
تین دن یہ عمل کیا

بخاری کی ابن عباس کی روایت ہے کہ نماز فَلَمَّا کَانَ ثُلُثُ اللَّیلِ الآخِرُ اس وقت پڑھی گئی جب رات کا تیسرا حصہ تھا یعنی ۱۳ رکعت بالکل آخری وقت یا تہجد کے وقت

جبکہ آج کل عشا کے فورا بعد اس کو کیا جاتا ہے اور دو گھنٹے سے بھی کم میں ختم کر دیا جاتا ہے

گیارہ رکعت تراویح پر کہا جاتا ہے کہ موطا میں ہے

مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ؛ أَنَّهُ قَالَ: [ص:159] أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيماً الدَّيرِيَّ (1) أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً (2).

حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِثَلَاثَةٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً فِي رمضان.

السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ نے کہا کہ لوگ عمر کے دور میں ۱۱ پڑھتے تھے اور یزید بن رومان نے کہا ۲۱ پڑھتے تھے

کتاب فوائد إبي بكر عبد الله بن محمد بن زياد النيسابوری میں ہے

حدثنا يوسف بن سعيد، ثنا حجاج، عن ابن جريج، حدثني إسماعيل بن أمية أن محمد بن يوسف ابن أخت السائب بن يزيد، أخبره أن السائب بن يزيد أخبره قال: جمع عمر بن الخطاب الناس على أبي بن كعب، وتميم الداري، فكانا يقومان بمائة في ركعة فما ينصرف حتى نرى أو نشك في فروع الفجر قال فكنا نقوم بأحد عشر

قلت أو واحد وعشرين، قال: لقد سمع ذلك ابن السائب بن يزيد بن خصيفة، فسألت يزيد بن خصيفة، فقال: أحسنت إن السائب قال إحدى وعشرين، قال محمد: أو قلت لإحدى وعشرين، قال أبو بكر: هذا حديث حسن لو كان عند علي بن مديني لفرح به إلا إنه قال: ابن أخت السائب.

سائب بن یزید نے کہا لوگ رمضان میں عمر کے دور میں ...۱۱ رکعات پڑھتے تھے --- إسماعيل بن إمية نے کہا محمد بن یوسف ابن إخت السائب بن یزید نے خبر دی کہ انہوں نے یزید بن خصیفة سے سوال کیا تو انہوں نے کہا السائب نے ۲۱ کہا تھا محمد بن یوسف نے کہا یا ۲۱ کہا ہو گا - إبي بكر عبد الله بن محمد بن زیاد النیسابوری نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اگر امام علی المدینی کے پاس یہ روایت ہوتی تو خوش ہوتے

یعنی سائب سے ۱۱ کہنے میں غلطی ہوئی اصل میں ۲۱ تھا امام مالک نے یہ روایت اس بحث کے ہونے سے پہلے لکھی تھی جیسا کہ انہوں نے ۱۱ لکھا لیکن اس روایت کے مطابق سائب نے ۱۱ کے قول سے رجوع کیا اس طرح تضاد ختم ہوا

اس قول کی مزید تائید کتاب فضائل الأوقات از البیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ الدِّينَوَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ السُّنِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً، قَالَ: وَكَانُوا يَقْرَءُونَ بِالْمِائَتَيْنِ، وَكَانُوا يَتَوَكَّئُونَ عَلَى عِصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ [ص:277]

قَالَ الشَّيْخُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَبِمَعْنَاهُ رَوَاهُ يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مُرْسَلًا، وَرُوِّينَا عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ [ص:278] رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ , وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً

السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ نے کہا لوگ عمر کے دور میں رمضان میں ۲۰ رکعات پڑھتے اور کہا اس میں ۲۰۰ آیات پڑھتے

بیہقی نے کہا اور جو یزید بن رومان نے عمر سے روایت کیا ہے وہ مرسل ہے اور ہم سے شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ نے روایت کیا جو اصحاب علی میں سے تھے کہ علی کے دور میں رمضان میں لوگ ۲۱ رکعات پڑھتے اور تین وتر پڑھتے اور سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ نے روایت کیا کہ علی پانچ تَرْوِيحَاتٍ کل ۲۰ رکعات پڑھتے (یعنی پانچ بار چار رکعات ایک سلام سے)

بیہقی اس طرح بیس رکعت کے حق میں ہیں

غیر مقلدین روایت پیش کرتے ہیں کہ صحیح ابن خزیمة (المتوفی 311) میں ہے:

نا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ، نا مَالِكٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، نا يَعْقُوبُ، ح وَثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعِجْلِيُّ، نا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، نا يَعْقُوبُ وهو ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّيُّ، عَنْ عِيسَى بْنِ جَارِيَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَالْوِتْرَ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْقَابِلَةِ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ يَخْرُجَ إِلَيْنَا، فَلَمْ نَزَلْ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى أَصْبَحْنَا، فَدَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجَوْنَا أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْنَا فَتُصَلِّيَ بِنَا، فَقَالَ: «كَرِهْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمُ الْوِتْرُ» [صحيح ابن خزيمة 2/ 138 رقم 1070].

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے پھر اگلی بار ہم مسجد میں جمع ہوئے اور یہ امید کی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس

(امامت کے لئے) آئیں گے یہاں تک کہ صبح ہو گئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے تو ہم نے کہا: اے رسول اللہ ! ہمیں گمان تھا کہ آپ ہمارے پاس آئیں گے اور امامت کرائیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے خدشہ ہوا کہ وتر تم پر فرض نہ ہو جائے۔

اس کی سند میں عیسی بن جاریۃ الأنصاری المدنی ہے - أبُو دَاوُد کہتے ہیں : مُنْكَر الحديث ہے – النسائی کہتے ہیں متروک ہے

دیوبندی روایت پیش کرتے ہیں کہ إبو القاسم حمزة بن يوسف بن إبراهيم السهمي القرشي الجرجاني (المتوفى 427) نے کہا

حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْقَصْرِيُّ الشَّيْخُ الصَّالِحُ رَحِمَهُ اللَّهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْعَبْدُ الصَّالِحُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَنَازِ (الصواب المختار) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَتِيكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَرَجَ النبي صلى الله عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسُ أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلاثَةٍ . [تاريخ جرجان (ص: 317)].

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رمضان میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگوں کو چوبیس رکعات اور ایک رکعات وتر پڑھایا

اس کی سند میں إبراهيم بن المختار التیمی ہے جس کو سند میں إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَنَازِ لکھ دیا گیا ہے لیکن محقق کا کہنا ہے کہ یہ إبراهيم بن المختار ہے

وقال أبو أحمد الجرجاني في الكتاب " الكامل ": وذكروا أن إبراهيم هذا لا يحدث

عنه غير ابن حميد، وأنه من مجهولي مشايخه وهو ممن يكتب حديثه.

اس سے صرف مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِیُّ نے روایت کیا ہے اور اس طرح یہ مجہول ہے

وتر پڑھنے کے مسنون طریقے

وتر پڑھنے کیا طریقے ہیں؟
صحیح بخاری میں کتاب الوتر میں وتر پڑھتے ہوئے ہاتھ اٹھانے کا بھی ذکر ہے اور نہیں اٹھانے کا بھی تو کیا دونوں عمل جائز ہے جب وتر کی دعا پڑھی جا رہی ہو؟
وتر اگر تین پڑھ رہے ہیں تو دو رکعت پڑھنے کے بعد تشہد پڑھنے کے بعد تیسری رکعت پڑھنی چاہیے کیا دو رکعت کے نعد تشہد میں بیٹھنا صحیح ہے اور اگر کوئی دو رکعت سلام کرکے پڑھے اور ایک وتر الگ پڑھے کیا یہ طریقہ صحیح ہے صحیح بخاری سے یہ ثابت کیا جاتا ہے؟؟

جواب: وتر ادا کرنے کے چار طریقے سنت نبی سے معلوم ہیں وہ یہ ہیں

پہلا طریقہ: تین رکعت کو ایک ہی تشہد کے ساتھ پڑھا جائے۔
أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أنبأ أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ سَهْلٍ الْفَقِيهُ بِبُخَارَى، ثنا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَبِيبٍ الْحَافِظُ، ثنا شَيْبَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا أَبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: " كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ
عن عائشة قالت كان النبي ﷺ يوتر بثلاث لا يقعد إلا فی آخرهن (سنن بیہقی: 3/ 728) یعنی رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے تو صرف آخری رکعت میں قعدہ کرتے تھے
اس کی سند میں قتادہ بصری کا عنعنہ ہے

دوسرا طریقہ: دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے، اور پھر ایک رکعت وتر ادا کرے۔
صحیح البخاری میں ہے

صلاة الليل مثنى مثنى فإذا أردت أن تنصرف فاركع ركعة توتر لک ما صليت

(البخاری: إبواب الوتر، باب ماجاء فی الوتر، برقم: 993)

رات کی نماز دو دو رکعت ہے جب اس نماز کا سلسلہ ختم کرنا چاہو تو ایک رکعت آخر میں پڑھ لو۔ یہ آخری ایک رکعت تمہاری پڑھی ہوئی تمام سابقہ نمازوں کو وتر بنادے گی۔

خیال رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دن و رات میں ۱۱ رکعات پڑھتے تھے جن میں وتر بیچ میں بھی پڑھا

تیسرا طریقہ: ابن عباس رضی اللہ خاص طور پر میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کئی دفعہ رکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز دیکھیں
صحیح بخاری کی حدیث ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلم وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، ثُمَّ قَالَ: «نَامَ الغُلَيِّمُ» أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا، ثُمَّ قَامَ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ، حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ خَطِيطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ

رسول اللہ نے چار رکعت پڑھی پھر سو گئے پھر اٹھے اور پانچ رکعآت پڑھیں پھر دو رکعت پڑھیں کل ۱۱ ہی ہوئیں لیکن ترتیب الگ ہوئی

چوتھا طریقہ : وتر کو مغرب کی نماز کی طرح پڑھا جائے

عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات، کان یقرء فی الاولیٰ بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل یا ایھا الکفرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد ویقنت قبل الرکوع۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر تین رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے، دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکفرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے

اس سے دلیل لی گئی ہے کہ یہ مغرب کی نماز کی طرح ہے

اس پر جو اعتراض کرتے ہیں وہ تمام مصری کہتے ہیں۔ سنن دار قطنی میں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: «لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ، أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ، أَوْ بِسَبْعٍ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین وتر نہ پڑھو پانچ یا سات پڑھو اور مغرب کی نماز کی مشابہت نہ کرو (دار قطنی، الوتر، باب لا تشبھوا الوتر بصلاۃ المغرب)

اس کی سند میں عبد اللہ بن وہب المصری ہے جو مدلس ہے اور اس کا عنعنہ ہے۔ دیگر طرق میں عبد الملک بن مَسْلَمَۃ بن یزید مصری ہے جو منکر الحدیث ہے

مستدرک الحاکم میں ہے

عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا وتر کو مغرب کی مشابہت میں مت پڑھو

اس کو بھی مصریوں نے روایت کیا ہے

اس طرح اہل مصر نے روایت کیا ہے کہ تین وتر مغرب کی طرح نہ پڑھے جائیں- دوسری طرف کوفہ والے کہتے تھے کہ تین مغرب کی طرح پڑھے جائیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے
حدثنا الحسن بن رشيق بمصر , ثنا محمد بن إحمد بن حماد الدولابي , ثنا إبو خالد يزيد بن سنان , ثنا يحيىٰ بن زكريا الكوفي , ثنا الأعمش , عن مالك بن الحارث , عن عبد الرحمٰن بن يزيد النخعي , عن عبد الله بن مسعود , قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «وتر الليل ثلاث كوتر النهار صلاة المغرب»
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات کے وتر تین رکعت ہیں جس طرح دن کا وتر مغرب ہے

مصنف عبد الرزاق ۴۶۳۵ میں ہے
عَبْدُ الرَّزَّاقِ،عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: «وِتْرُ اللَّيْلِ كَوِتْرِ النَّهَارِ، صَلَاةُ الْمَغْرِبِ ثَلَاثٌ» قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ نے کہا رات کا وتر اسی طرح ہے جس طرح دن کا وتر ہے –مغرب کی تین رکعات کی طرح – یہ قول ابن مسعود ہے

بصرہ میں تین وتر مغرب کی طرح انس رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے- مصنف عبد الرزاق ۴۶۳۶ میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسٍ وَبِتُّ عِنْدَهُ قَالَ: «فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي مَثْنَى مَثْنَى حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ مِثْلَ الْمَغْرِبِ

ثابت البنانی نے کہا میں نے انس بن مالک کے ساتھ نماز پڑھی . . . پھر میں نے ان کو دیکھا کہ دو دو رکعات پڑھ

رہے ہیں پھر اس کے آخر میں مغرب کی طرح تین وتر پڑھے

احناف کہتے ہیں وتر کی مثال فرض جیسی ہے – اگر ایک بار فرض نماز پڑھ لی تو پھر جائز نہیں کہ اسکو دوبارہ پڑھا جائے اسی طرح وتر صرف ایک بار ہے اور اس پر قیاس کرتے ہوئے اس کو اسی طرح پڑھا جائے گا جس طرح مغرب کی نماز ہے - دیکھئے مشکل الاثار از امام طحاوی

وتر پڑھتے ہوئے ہاتھ اٹھانے کی روایت قنوت نازلہ کی ہے اور یہ وہ وتر نہیں جو ہم عشاء کی نماز کے بعد نوافل کے بعد پڑھتے ہیں - راقم کے نزدیک عام وتر میں دعا کے انداز میں ہاتھ اٹھانے پر کوئی صحیح روایت نہیں ہے

رمضان میں قنوت نازلہ کرنا

قنوت نازلہ میں ہاتھ اٹھا سکتے ہیں؟

جواب

رمضان میں قنوت نازلہ پر کوئی صحیح روایت نہیں ہے

قنوت نازلہ یا وتر میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے پر اختلاف ہے
کتاب مختصر قیام اللیل وقیام رمضان وکتاب الوتر از أبو عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج المَرْوَزِی (المتوفى: 294ھـ) کے مطابق

وَهَلْ تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي الدُّعَاءِ فِي الْوِتْرِ، فَقَالَ: الْقُنُوتُ بَعْدَ الرُّكُوعِ، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَذَلِكَ عَلَى قِيَاسِ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْغَدَاةِ، وَبِذَلِكَ قَالَ أَبُو أَيُّوبَ، وَأَبُو خَيْثَمَةَ، وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ

کیا وتر کی دعا میں ہاتھ اٹھائیں جائیں پس کہا قنوت رکوع کے بعد ہے اور اس میں ہاتھ اٹھائیں اور یہ قیاس ہے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر فجر کی نماز میں قنوت پر اور ایسا ابو ایوب اور ابو خیثمہ اور ابن ابی شیبہ کا کہنا ہے

اس کی دلیل انس رضی اللہ عنہ کی مسند احمد کی ایک روایت ہے کہ
فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا صَلَّى الْغَدَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ
نماز فجر میں رسول اللہ نے قنوت نازلہ میں ہاتھ اٹھائے

میرے نزدیک یہ شاذ روایت ہے
اس کی وجہ یہ ہے کہ قنوت نازلہ کی روایت بخاری و مسلم میں بھی ہے جس میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں

دوم انس رضی اللہ عنہ خود کہتے ہیں کہ سوائے استسقا کے انہوں نے کسی موقعہ پر رسول اللہ کو ہاتھ اٹھائے نہیں دیکھا جو صحیح روایت ہے

*[1]

ان کے علاوہ بعد نماز اجتماعی دعائیں کرنے کی دلیل کا علم نہیں
امام بخاری نے کتاب جزء رفع الیدین میں کچھ اسناد دیں ہیں جو قنوت میں ہاتھ اٹھانے کے حوالے سے ہیں

1. کسی اور دعا میں بھی ہاتھ اٹھا سکتے ہیں صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک غلط کام کیا کہ ایک قیدی کو قتل کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی
حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ – صلى الله عليه وسلم -، فَذَكَرْنَاهُ لَهُ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ – صلى الله عليه وسلم – يَدَهُ، فَقَالَ:
"اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ" (مرتین).انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ سوائے استسقا کے کسی میں ہاتھ نہ اٹھائے لہذا خالد بن ولید کا واقعہ مخصوص ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی اس کو دلیل بنا کر ہاتھ اٹھا کر دعا کر لے تو اس کو منع نہیں کر سکتےاس پر بعض کی رائے ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی مراد تھی کہ کسی دعا میں اتنے اونچے ہاتھ نہ اٹھائے جتنے استسقا میں بحر الحال یہ بھی ایک رائے ہے

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ , حَدَّثَنَا سُفْيَانُ , عَنْ أَبِي عَلِيٍّ هُوَ جَعْفَرُ بْنُ مَيْمُونٍ بَيَّاعُ الْأَنْمَاطِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ قَالَ: «كَانَ عُمَرُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوتِ»

ابو عثمان کہتے ہیں کہ عمر قنوت میں ہاتھ اٹھاتے تھے

اوپر سند میں جعفر بن میمون ضعیف ہے جس کی اس قنوت والی روایت کو العلل میں امام احمد رد کرتے ہیں

وقال عبد الله: سئل أبي، عن حديث الفريابي، عن سفيان، عن رجل، عن أبي عثمان، أنه رأى عمر، رفع يديه في القنوت. الرجل من هو؟ قال: هو جعفر صاحب الأنماط، وليس هو بقوي في الحديث. «العلل» (4157) .

عبد اللہ نے کہا میں نے باپ سے سوال کیا حدیث رجل کی ابو عثمان کی سند سے کہ اس نے عمر کو قنوت میں ہاتھ اٹھائے دیکھا –پوچھا یہ رجل کون ہے ؟ کہا جعفر صاحب الأنماط ہے اور حدیث میں قوی نہیں ہے

امام بخاری نے ایک اور سند دی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ الْمُحَارِبِيُّ , حَدَّثَنَا زَائِدَةُ , عَنْ لَيْثٍ , عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ , عَنْ أَبِيهِ , عَنْ عَبْدِ اللَّهِ , أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ مِنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ نے اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے بیان کیا کہ ابن مسعود وتر کی آخری رکعت میں ہاتھ اٹھاتے اور رکوع سے پہلے قنوت کرتے

اس روایت پر احناف کا عمل ہے جو رکوع سے پہلے قنوت کرتے ہیں اور ان کے نزدیک یہ رفع الیدین کی طرح ہے نہ کہ دعا کی طرح ہاتھ اٹھانا

احناف اور مالکیہ کے نزدیک قنوت رکوع سے قبل ہے -اور احمد وشافعی کے نزدیک رکوع کے بعد ہے-کتاب المغنی لابن قدامۃ و مختصر الإنصاف والشرح الكبير کے مطابق

و قال الأثرم: كان إحمد يرفع يديه في القنوت إلى صدره، واحتج بأن "ابن مسعود رفع يديه إلى صدره في القنوت"، إنكره مالك

الأثرم نے کہا امام احمد قنوت میں ہاتھ سینے تک اٹھاتے اور دلیل لیتے کہ ابن مسعود نے سینے تک قنوت میں ہاتھ اٹھائے امام مالک اس کا انکار کرتے

نماز وتر میں دعا کی طرح ہاتھ اٹھانا

سوال رمضان میں حرم میں نماز وتر میں امام کعبہ ہاتھ اٹھا کر طویل دعا کرتا ہے؟ اس کی کوئی حدیث ہے؟

جواب دعا کرنا عبادت ہے- لیکن اگر دعا کو نماز میں ان مواقع پر کیا جائے جن کے لئے حدیث میں کوئی روایت نہیں تو یہ دین میں اضافہ ہے- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی دعا کی ہے اور وہ صرف چند الفاظ پر مشتمل ہوتی تھی جو حدیث میں آئے ہیں کہ اللھم اہدنی فیمن ہدیت ... اس سے زیادہ بدعت ہے-

رات کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرات میں ہی دعا کرتے تھے یعنی جب عذاب کی آیت اتی تو اللہ کی پناہ مانگتے اور اب جنت کی آیت اتی تو قرات میں ہی اللہ سے جنت طلب کرتے لہذا قرات کرتے جاتے اور دعائیں کرتے جاتے یہ سنت تھی جو حدیث میں آئی ہے-یہی بات نماز کسوف کے لئے بھی آئی ہے— صحیح مسلم کی

حدیث ہے

عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اپنے تیروں سے مدینہ میں تیر اندازی کر رہا تھا، اچانک سورج گرہن ہو گیا، میں نے اپنے تیروں کو پھینکا، اور کہا: "اللہ کی قسم آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سورج گرہن کے موقع پر کیے جانے والے اعمال ضرور دیکھوں گا" عبد الرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں: میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نماز میں ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے، اور تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر، اور دعائیں کر رہے تھے، آپ نے یہ عمل سورج صاف ہونے تک جاری رکھا"

یعنی نماز میں قرات میں ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں کرتے تھے

ابی داود کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

سيكون قوم يعتدون في الدعاء

ایک قوم آئے گی جو دعا کو لمبا کریں گے

پھر دعا قنوت کو قرآن کی قرات کی طرح پڑھنا بھی ثابت نہیں۔ دعا میں لاؤڈ اسپیکر پر شور کرنا بھی اسی صدی کی بدعت ہے۔ ایک موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تکبیر اونچی آواز میں کرنے سے منع کیا اور کہا

إنكم لا تدعون أصم ولا غائباً إنكم تدعون سميعاً بصيرا

تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے تم سننے والے اور دیکھنے والے کو پکار رہے ہو

نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعائیں نہیں کی جاتیں صرف نماز استسقاء کے لئے اتا ہے کہ اس میں ہاتھ اٹھائے گئے لیکن اس میں ہتھلی کو زمین کی طرف کرکے دعا کی جاتی ہے اور ہاتھ اوپر تک لے کر جایا جاتا ہے حتی کہ بغل ظاہر ہو جائے

سنن نسائی کی حدیث ہے

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں صلح کروانے کیلئے گئے ہوئے تھے، تو نماز کا وقت ہو گیا، چنانچہ مؤذن نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں جمع کرنے کا حکم دیا، اور ابو بکر نے انکی امامت کے فرائض سر انجام دیے، اسی دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں کھڑے ہو گئے، لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے متنبہ کرنے کیلئے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیے [تالیاں]، لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ جب نماز میں ہوتے تو ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے، جب لوگوں نے [تالیاں] زیادہ کیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ لوگوں کو نماز میں کوئی مسئلہ درپیش ہے، چنانچہ جب انہوں نے جھانکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے پیچھے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے سمجھایا کہ : اپنے عمل پر جاری رہو، تو ابو بکر نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اجازت مرحمت فرمانے پر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔-

نسائی اس سے دلیل لیتے ہیں کہ نماز میں ہاتھ اٹھا سکتے ہیں لیکن یہ دعا کے لئے نہیں حمد کے لئے اٹھائے گئے تھے لہذا اس سے قنوت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی دلیل نہیں لی جا سکتی

بعض مسلکی ہوشیار مفتیوں نے کھینچ تان کر کے حمد کو دعا سے ملا کر اس روایت سے ہاتھ اٹھانے کی دلیل بنا لی ہے

رمضان کے وتر کو قنوت نازلہ کی طرح کرنا دین میں بدعت ہے جو عین حرم میں کی جاتی ہے- قنوت نازلہ فرض نماز میں کیا جاتا ہے جب کوئی اجتماعی مصیبت یا جنگ ہو

دعا ختم القران کرنا کیا سنت ہے؟

جواب قرآن کو پڑھنے کے دوران ہی دعا کی جاتی ہے رات کی نماز میں صحیح مسلم کے مطابق یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا اور قرآن ۲۳ سال میں مکمل ہوا لہذا صرف ۱۱ ہجری میں جا کر مکمل ہوا قرآن مکمل ہونے پر کوئی دعا کرنا کسی صحیح حدیث میں نہیں البتہ ایک اثر جو انس رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے اس کے مطابق وہ دعا کرتے تھے

مسند الدارمی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ: كَانَ أَنَسٌ إِذَا خَتَمَ الْقُرْآنَ جَمَعَ وَلَدَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ, فَدَعَا لَهُمْ.

جعفر بن سلیمان روایت کرتے ہیں کہ ثابت البنانی روایت کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ جب قرآن ختم کرتے تو اپنے بچوں اور گھر والوں کو جمع کرتے اور ان کے لئے دعا کرتے

الذھبی کی سیر الاعلام النبلاء کے مطابق اس کی سند میں جَعْفَرُ بنُ سُلَيْمَانَ ہیں جن سے بخاری نے کوئی روایت نہیں لی شیعہ ہیں

قَالَ ابْنُ المَدِيْنِيِّ: أَكْثَرَ عَنْ ثَابِتٍ البُنَانِيِّ، وَكَتَبَ عَنْهُ مَرَاسِيْلَ، فِيْهَا مَنَاكِيْرُ.

علی المدینی کہتے ہیں یہ اکثر ثابت البنانی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے مراسل لکھی ہیں جن میں اکثر منکرات ہیں

يَحْيَى بنِ مَعِيْنٍ، قَالَ: كَانَ يَحْيَى القَطَّانُ لاَ يُحَدِّثُ عَنْ جَعْفَرِ بنِ سُلَيْمَانَ، وَلاَ يَكْتُبُ حَدِيْثَهُ، وَكَانَ عِنْدَنَا ثِقَةً.

یَحیٰی بن مَعینٍ کہتے ہیں یحیٰ القطان جعفر بن سلیمان سے روایت نہیں لکھتے لیکن ہمارے نزدیک ثقہ ہیں

البانی کتاب الضعیفۃ 315/13 : میں کہتے ہیں ومما لا شک فیہ إن التزام دعاء معین بعد ختم القرآن من البدع التی لا تجوز

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ختم القران کے بعد دعا معین کرنا بدعت ہے جو جائز نہیں

غیر مقلد اہل حدیث عالم البانی صاحب نماز التراویح کے بعد دعا ختم القران کے بھی خلاف تھے دیکھئے الضعیفہ ج ۱۳

عجیب بات یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کے اس موقوف اثر کو تو قبول کیا جاتا ہے اور عرب اس بنیاد پر ختم القران کی دعائیں کرتے ہیں لیکن جب اذان ، میں حی علی خیر العمل کے الفاظ کا ذکر اتا ہے کہ ابن عمر اور حسین رضی اللہ عنہما اس کو کہتے تھے تو اس بات کو موقوف کہہ کر رد کیا جاتا ہے

اعتکاف کی کم از کم مدت ایک دن اور زیادہ سے زیادہ بیس دن ہے؟

جواب

جی ہاں

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف فی کل رمضان عشرۃ ایام فلماکان العام اللذی قبض فیہ اعتکف عشرین یوماً۔ صحیح بخاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن کا اعتکاف کرتے تھے؟ پس جس سال آپ نے رحلت فرمائی اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا

اس سے بیس دن کرنا معلوم ہوا اور ایک دن کرنا یہ کم از کم مقدار ہے

اعتکاف اگر منت مان کر گیا گیا تھا تو اس کی قضا ہے جس طرح ہر منت کو پورا کرنا ہوتا ہے

رمضان کا اعتکاف اگر چھوٹ گیا تو اگلے سال ہوگا

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ رمضان کے آخری دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، ایک سال غالباً آپ نے اعتکاف نہیں کیا جب دوسرا سال آیا تو آپ نے اس رمضان میں بیس دن اعتکاف کیا

واللہ اعلم

کیا عورت مسجد میں اعتکاف کرے گی؟

جواب
راقم کے علم میں شریعت میں مسجد میں عورت کے اعتکاف کی دلیل نہیں ہے

اس میں صرف ایک استثنا ابراہمی ادیان میں ملتا ہے اور وہ ہے مریم علیہ السلام کی والدہ کی نذر، جس میں مریم علیہ السلام نے بیت المقدس میں اعتکاف کیا لیکن جیسے ہی ان کی بلوغت شروع ہوئی اللہ کا حکم آ گیا

وإذ قالت الملائكة يا مريم إن الله اصطفاك وطهرك واصطفاك على نساء العالمين
اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تم کو چن لیا اور تم کو پاک کیا اور تمام دنیا کی عورتوں پر فضیلت دے دی

آیات میں مضمر ہے کہ ان کو حیض نہیں آیا اور یہ خصوصیت اس دنیا کی کسی اور عورت میں نہیں رہی سوائے مریم کے

اس استثنا کے بعد کسی عورت بشمول امہات المومنین رضی اللہ عنہما کا نہیں ملتا کہ انہوں نے مسجد میں اعتکاف کیا ہو

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان فرماتی ہیں:
”كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْتَكِفُ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ، فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ [ص:49] خِبَاءً، فَأَذِنَتْ لَهَا، فَضَرَبَتْ خِبَاءً، فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ

خِبَاءً آخَرَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الأَخْبِيَةَ، فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» فَأُخْبِرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ» فَتَرَكَ الِاعْتِكَافَ ذَلِكَ الشَّهْرَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ [صحيح البخاري، الاعتكاف، باب اعتكاف النساء، رقم الحديث: 2033]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے- میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (مسجد میں) ایک خیمہ لگا دیتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کے اس میں چلے جاتے تھے پھر حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ کھڑا کرنے کی (اپنے اعتکاف کے لیے) اجازت چاہی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور انہوں نے ایک خیمہ کھڑا کر لیا جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی (اپنے لیے) ایک خیمہ کھڑا کر لیا صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا، یہ کیا ہے؟ آپ کو ان کی حقیقت کی خبر دی گئی- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو یہ خیمے ثواب کی نیت سے کھڑے کیئے گئے ہیں؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ (رمضان) کا اعتکاف چھوڑ دیا اور شوال کے عشرہ کا اعتکاف کیا

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

إنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان إِذَا اعْتَكَفَ لاَ يَدْخُلُ الْبَيْتَ , إِلاَّ لِحَاجَةِ الإِنْسَانِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو گھر میں سوائے حاجت کے داخل نہ ہوتے

عائشہ رضی اللہ عنہا اگر مسجد میں ہی معتکف ہوتیں تھیں تو وہ مسجد میں خیمہ میں ہوتیں نہ کہ گھر کی خبر دیتیں- یہ قول اسی صورت صحیح ہے اگر وہ گھر میں معتکف ہوتیں- اور اگر ایسا امہات المومنین کا معمول ہوتا تو لوگ ان سے رمضان میں بھی مسجد میں علم حاصل کرتے جبکہ ایسا کسی روایت میں نہیں نہ کوئی بیان کرتا ہے- اسی لئے اس پر

فقہاء کا اختلاف ہے- اہل حجاز کے نزدیک عورت مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہے- احناف کے نزدیک نہیں

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات سب سے آخر میں 59 ہجری میں ہوئی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد 48 سال تک امہات المومنین نے مسجد النبی میں اعتکاف کیا ہو گا- حیرت ہے اس پر ایک بھی روایت نہیں

سنن الکبری البیہقی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ السُّدَيْرِيُّ، بِخُسْرَوْجِرْدَ أنبأ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْخُسْرَوْجِرْدِيُّ، ثنا دَاوُدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: " إِنَّ أَبْغَضَ الْأُمُورِ إِلَى اللهِ الْبِدَعُ وَإِنَّ مِنَ الْبِدَعِ الِاعْتِكَافَ فِي الْمَسَاجِدِ الَّتِي فِي الدُّورِ "

علی الازدی نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کے نزدیک سب سے نفرت والے عمل بدعت ہیں اور بدعت میں سے ہے مسجدوں میں اعتکاف کرنا جو الدور میں ہوں

اس میں عورت کے اعتکاف کا ذکر ہی نہیں ہے بلکہ الدور میں مرد بھی رہ سکتے ہوں
علی الازدی اصلا علی بن عروۃ البارقی ہیں
اس نام کے دو شخص ہیں ایک کذاب اور دوسرا مجھول ہے الذھبی دیوان الضعفاء میں لکھتے ہیں
علی بن عروۃ، آخر: مجھول تابعی

علی بُن عَبد اللّٰہِ البارقی الأزدی نام کا ایک راوی ہے لیکن وہ ابن عمر سے روایت کرتا ہے ان کا سماع ابن عباس سے ثابت نہیں ہے

لہٰذا یہ روایت راوی کا تعین نہ ہونے کی بنا پر ضعیف ہے اور علی الازدی کی ابن عباس سے ذخیرہ کتب حدیث میں یہ واحد روایت ہے اس کے علاوہ اس کی سند میں تین مدلسن ہیں جو تینوں عن سے روایت کر رہے ہیں

اس حوالہ کو الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ میں نقل کیا گیا ہے اور اس کو عورت کے مسجد میں اعتکاف کی دلیل پر پیش کیا گیا ہے اور کتاب الفروع میں ابن المفلح نے بھی نقل کیا ہے جبکہ اس روایت کے متن میں عورتوں کا ذکر نہیں ہے

اعتکاف ایک نفلی عبادت ہے جس کا حکم نہیں کیا جاتا مثلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد پڑھا لیکن اس کا حکم عام نہیں تھا اسی طرح اعتکاف کا بھی حکم عام نہیں ہے۔ مسجد النبی ایک مختصر سی مسجد تھی دور نبی میں تو اور بھی چھوٹی تھی اور اس میں سات امہات المومنین کے خیمے اور صحابہ کبار کے خیمے لگنے کے بعد کتنی جگہ رہی؟

بخاری کی 2034 حدیث میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى المَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ إِذَا أَخْبِيَةٌ خِبَاءُ عَائِشَةَ، وَخِبَاءُ حَفْصَةَ، وَخِبَاءُ زَيْنَبَ، فَقَالَ: «أَلْبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ» ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتَّى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن سعید نے، انہیں عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اور انہیں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تشریف لائے (یعنی مسجد میں) جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ کیا تھا۔ تو وہاں کئی خیمے موجود تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی، حفصہ رضی اللہ عنہا کا بھی اور زینب رضی اللہ عنہا کا بھی، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ انہوں نے

ثواب کی نیت سے ایسا کیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور اعتکاف نہیں کیا بلکہ شوال کے عشرہ میں اعتکاف کیا۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی قولی حکم نہیں دیا کہ عورتیں مسجد میں اعتکاف کریں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دینے کے لئے اس سال خود بھی رمضان میں اعتکاف نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح عورتوں کو مسجد میں اعتکاف سے منع کر دیا
جس روایت سے عورتوں کے اعتکاف کی دلیل لی جا رہی ہے وہ یہی ہے لیکن اسکو صحیح طرح پڑھا نہیں گیا

اسی طرح روایت ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّهُ سُئِلَ أَتَخْدُمُنِي الحَائِضُ أَوْ تَدْنُو مِنِّي المَرْأَةُ وَهِيَ جُنُبٌ؟ فَقَالَ عُرْوَةُ: كُلُّ ذَلِكَ عَلَيَّ هَيِّنٌ، وَكُلُّ ذَلِكَ تَخْدُمُنِي وَلَيْسَ عَلَى أَحَدٍ فِي ذَلِكَ بَأْسٌ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ: «أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ، تَعْنِي رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ حَائِضٌ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ مُجَاوِرٌ فِي المَسْجِدِ، يُدْنِي لَهَا رَأْسَهُ، وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا، فَتُرَجِّلُهُ وَهِيَ حَائِضٌ»

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں حائضہ ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں کنگھی کرتی اور وہ مسجد میں اعتکاف میں ہوتے

اصل میں حجرہ عائشہ کا ایک دروازہ مسجد میں کھلتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی چوکھٹ پر ہی اپنا خیمہ لگاتے تھے اس طرح وہ سر گھر میں رکھتے اور عائشہ رضی اللہ عنہا گھر میں بیٹھے ہی بالوں میں کنگھا کرتی تھیں حائضہ پر عبادت نہیں ہے نہ روزہ نہ نماز اور اعتکاف بغیر روزہ نہیں ہوتا لہذا حالت حیض میں روزہ نہیں روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں۔

عورتوں کے مسجد میں اعتکاف پر مزید روایات ہیں

ابو داود 2473 کے بارے میں آپ کیا کہیں گے ؟

حدثنا وهب بن بقية، اخبرنا خالد، عن عبد الرحمن يعني ابن إسحاق، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة، انها قالت:" السنة على المعتكف ان لا يعود مريضا ولا يشهد جنازة ولا يمس امراة ولا يباشرها ولا يخرج لحاجة إلا لما لا بد منه، ولا اعتكاف إلا بصوم، ولا اعتكاف إلا في مسجد جامع". قال ابو داود: غير عبد الرحمن بن إسحاق، لا يقول فيه: قالت: السنة. قال ابو داود: جعله قول عائشة.

اس حدیث کے مطابق تو یہی لکھا ہے کہ جامع مسجد کے علاوہ کہیں اعتکاف نہیں۔

اس کے علاوہ تحفۃ الاشراف ۷۳۵۴ بھی ملاحظہ کریں۔

جواب

ہم تک جو روایات آئی ہیں ان میں کہیں نہیں دیکھتے کہ وفات النبی کے بعد امھات المومنین نے مسجد میں اعتکاف کیا ہو

جبکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سن ۵۳ یا ۵۷ ھ کی ہے

ایک بھی راوی نہیں جو کہتا ہو کہ ام المومنین سے مسجد میں ملا

اس کی وجہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری سال شوال میں اعتکاف کیا اور جب دیکھا کہ ازواج النبی نے رمضان میں مسجد میں خیمہ لگا لیا ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان فرماتی ہیں:

”كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْتَكِفُ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ، فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ [ص:49] خِبَاءً، فَأَذِنَتْ لَهَا، فَضَرَبَتْ خِبَاءً، فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الأَخْبِيَةَ، فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» فَأُخْبِرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «آلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ» فَتَرَكَ الِاعْتِكَافَ ذَلِكَ الشَّهْرَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ‘

[صحیح البخاری، الاعتکاف، باب اعتکاف النساء، رقم الحدیث: 2033]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے- میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (مسجد میں) ایک خیمہ لگا دیتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کے اس میں چلے جاتے تھے پھر حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ کھڑا کرنے کی (اپنے اعتکاف کے لیے) اجازت چاہی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور انہوں نے ایک خیمہ کھڑا کر لیا جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی (اپنے لیے) ایک خیمہ کھڑا کر لیا صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا، یہ کیا ہے؟ آپ کو ان کی حقیقت کی خبر دی گئی –آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو یہ خیمے ثواب کی نیت سے کھڑے کئے گئے ہیں؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ (رمضان) کا اعتکاف چھوڑ دیا اور شوال کے عشرہ کا اعتکاف کیا

اس طرح اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو پسند نہیں کیا اور ازواج النبی نے بھی پھر اعتکاف نہیں کیا

ابو داود کی روایت ضعیف ہے

عبد الرحمٰن بن إسحاق بن عبد الله بن الحارث، العامری، القُرَشّی، مولاہم، ویقال الثقفی، المدَنِیّ، ویقال لہ عباد بن إسحاق.

ذكره الدَّارَقُطْنِيّ في «الضعفاء والمتروكين» (341) ، وقال يعرف بعباد، يرمى

بالقدر، ضعيف الحديث

قال العجلي: يُكتب حديثه، وليس بالقوي.

جب صحیح حدیث نہ ہو تو شواہد کو دیکھا جاتا ہے کہ کیا اس قسم کو عمل مسجد میں کیا گیا

مسجد کی عبادات کے حوالے سے اصول یہ ہے کہ اس کو بیان کرنے والے متعدد لوگ ہونے چاہییں – صرف ایک دو راوی کہہ دیں تو اس کو قبول نہیں کیا جاتا

اس کے لئے حدیث مشہور درکار ہے

تحفہ الاشرف میں ہے

عمر نے کعبہ میں اعتکاف کی منت مانی تھی

اور کسی ایک رویت میں ہے

وتلک الجاریۃ فأرسلها

ایک لونڈی کو بھیجا

اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لونڈی بھی معتکف تھی

مزید یہ کہ سند میں عبد اللہ بن بدیل کمزور راوی ہے

عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ممکن ہے پرانی ہو

عائشہ رضی اللہ عنھا، سے جو روایت مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوائے حاجت کے گھر میں داخل نہ ہوتے ?اس حدیث سے کیسے معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ جس رمضان میں معتکف تھی اسی رمضان میں یہ روایت بیان کر رہی ہیں ایسا بھی تو ہو سکتا ہے جس سال معتکف نہ ہوں اس رمضان کی روایت ہو؟؟ آپکی رائے چاہیے جزاک اللہ خیرا

جواب

بحث اس میں ہے کہ کیا خواتین شروع سے اعتکاف مسجد میں کرتی تھیں

اگر یہ روایت اس دور کی ہے جب امہات المومنین نے ایسا کرنا شروع نہیں کیا تو یہ ماضی کی خبر ہوئی

آخری عمل ضرور بتایا جاتا ہے اگر پچھلا منسوخ ہو

یعنی روایت اس طرح ہوتی کہ پہلے جب میں اعتکاف نہیں کرتی تھی.... پھر جب کرنا شروع کیا تو ایسا ایسا ہوا

لیکن ایسا ام المومنین نے بیان نہیں کیا- پھر وفات النبی کے بعد ہر سال امہات المومنین مسجد میں اعتکاف کرتی تھیں یا نہیں ؟ اس کی کوئی روایت کیوں نہیں

تمام لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم ام المومنین کے پاس گئے حجرے کا ذکر کرتے ہیں

کوئی نہیں کہتا کہ ام المومنین نے مسجد میں تعلیم دی

اعتکاف کب شروع کریں ؟

جواب

اعتکاف رمضان کی آخری دس راتوں میں ہو گا یا ان سے کم میں جیسا نیت کرے – اکثر نے کہا اکیسویں رمضان کی رات سے شروع ہو اگا یا اس رات سے جڑی دو پہر یعنی وہ دو پہر جو ۲۰ رمضان کی ہے-

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ

صَلَّى الْفَجْرَ، ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهُ

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو نماز فجر ادا کرتے پھر اعتکاف کے مقام میں داخل ہو جاتے

اس حدیث کی شرح میں بحث ہے کہ اعتکاف کی نیت کب کی گئی ؟ امام مالک کا کہنا ہے کہ دوپہر، رات سے جڑی ہوئی ہے لہٰذا نیت و اعتکاف دوپہر سے شروع ہوا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعتکاف کے مقام پر نماز فجر پڑھ کر داخل ہوئے ۔فقہاء میں سے بعض کے نزدیک حدیث میں اعتکاف کے مقام پر داخل ہونے کا ذکر ہے نہ کہ اعتکاف کے شروع ہونے کا

ومذهب مالك وربيعة: أن النهار تابع الليل بكل حال وتناول قوله - عليه السلام -: كان إذا أراد أن يعتكف صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صلى الفجر ثم دخل معتكفه، أنه وقت دخوله المعتكف لا وقت ابتداء اعتكافه

بعض فقہاء مثلا الأوزاعی، الثوری، اللیث نے کہا

یبدإبالاعتکاف من إول النھار اعتکاف دوپہر سے ہی شروع کر دے

بعض فقہاء مالک، إبي حنيفة، الشافعی، إحمد نے کہا

يدخل فيه قبل غروب الشّمس إذاإراد اعتکاف سورج غروب ہونے پر اعتکاف شروع کرے

امام زفر اور امام إبو یوسف کا کہنا ہے : یدخل فی الجمیع قبل طلوع الفجر فجر سے پہلے شروع کرے

سوال : السلام علیکم

آپ نے کہا اپنی تحریر میں کہا تھا کہ ازواج النبی ﷺ کا اعتکاف مسجد میں ثابت نہیں۔ جبکہ ام سلمہ (رضی) نے آپ ﷺ کے ساتھ مسجد میں اعتکاف کیا تھا۔

بخاری شریف حدیث –

2037-311-310-309

میں دلیل موجود ہے

جواب

اعتکاف کے مسائل کا بیان باب : کیا مستحاضہ عورت اعتکاف کر سکتی ہے؟ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے ایک خاتون (ام سلمہ رضی اللہ عنہا) نے جو مستحاضہ تھیں، اعتکاف کیا۔ وہ سرخی اور زردی (یعنی استحاضہ کا خون) دیکھتی تھیں۔ اکثر طشت ہم ان کے نیچے رکھ دیتے اور وہ نماز پڑھتی رہتیں۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے خالد کے واسطہ سے بیان کیا، وہ عکرمہ سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بعض امہات المومنین نے اعتکاف کیا حالانکہ وہ مستحاضہ تھیں۔

م سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے خالد سے، وہ عکرمہ سے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ازواج میں سے ایک نے اعتکاف کیا۔ وہ خون اور زردی (نکلتے) دیکھتیں، طشت ان کے نیچے ہوتا اور نماز ادا کرتی تھیں۔

اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم امْرَأَةٌ مِنْ أَزْوَاجِهِ مُسْتَحَاضَةٌ، فَكَانَتْ تَرَى الصُّفْرَةَ وَالْحُمْرَةَ، فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي.

اس روایت کو امام بخاری، ابو داود اور ابن ماجہ نے ایک ہی سند خَالِدُ بنُ مِهْرَانَ اَبُو المُنَازِلِ البَصرِیُّ الحَذّاءُ عن عکرمہ مولی ابن عباس کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور بہت سے محدثین کو اس سند پر اعتراض ہے۔ خَالِدُ بنُ مِہْرَانَ کے لئے امام ابو حاتم کا کہنا ہے۔ لا یحتج بہ اس سے دلیل مت لینا۔ خالد مدلس بھی ہیں اور اس اعتکاف والی روایت کی تمام سندوں میں اس کا عنعنہ ملا ہے

يحيى بن آدم، قلت لحماد بن زيد: ما لخالد الحذاء في حديثه! فقال: قدم علينا قدمة من الشام فكأنا أنكرنا حديثه.

امام حماد بن زید کا کہنا تھا جب سوال ہوا کہ خالد حدیث میں کیسا تھا؟ کہا: یہ شام سے ہمارے پاس پہنچا اور ہم خالد کی حدیثوں کا انکار کرتے تھے

امام بخاری نے اس اعتکاف والی خالد کی روایت کو لکھا ہے مگر ان سے قبل ہے اور ان کے ہم عصر محدثین کے تحت اس کی حدیث قابل قبول نہیں ہے

مزید یہ کہ اس روایت میں یہ نہیں لکھا کہ مسجد میں اعتکاف کیا تھا—مزید یہ کہ اس روایت میں زمانے کا تعین نہیں ہے کب یہ اعتکاف ہوا کیونکہ رسول اللہ کا آخری عمل لیا جاتا ہے- حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری سال شوال میں اعتکاف کیا اور جب دیکھا کہ ازواج النبی نے رمضان - میں مسجد میں خیمہ لگا لیا ہے - عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان فرماتی ہیں

”كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْتَكِفُ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ، فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ [ص:49] خِبَاءً، فَأَذِنَتْ لَهَا، فَضَرَبَتْ خِبَاءً، فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الأَخْبِيَةَ، فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» فَأُخْبِرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ» فَتَرَكَ الِاعْتِكَافَ ذَلِكَ الشَّهْرَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ“؟؟

[صحیح البخاری، الاعتکاف، باب اعتکاف النساء، رقم الحدیث: 2033]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے- میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (مسجد میں) ایک خیمہ لگا دیتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کے اس میں چلے جاتے تھے پھر حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ کھڑا کرنے کی (اپنے اعتکاف کے لیے) اجازت چاہی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور انہوں نے ایک خیمہ کھڑا کر لیا جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی (اپنے لیے) ایک خیمہ کھڑا کر لیا صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا، یہ کیا ہے؟ آپ کو ان کی حقیقت کی خبر دی گئی—آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو یہ خیمے

ثواب کی نیت سے کھڑے کئے گئے ہیں؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ (رمضان) کا اعتکاف چھوڑ دیا اور شوال کے عشرہ کا اعتکاف کیا

اس طرح اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو پسند نہیں کیا اور ازواج النبی نے بھی پھر اعتکاف نہیں کیا

غور طلب ہے کہ اگر امہات المومنین اعتکاف کر رہی تھیں تو دیگر مسلمان عورتیں بھی کرتی ہوں گی لیکن کسی تاریخی روایت تک میں نہیں کہ رمضان میں مسجد النبی میں عورتوں کے خیمے لگ گئے ہوں

صحیح مسلم میں ہے کہ ۲۷ رمضان لیلہ القدر ہے؟
صحیح مسلم، جلد ۲، باب: قیام رمضان کی ترغیب اور وہ تراویح ہے، حدیث 1785

اوزاعی نے کہا: مجھ سے عبدہ (بن ابی لبابہ) نے زر (بن جیش) سے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: میں نے ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے جب کہ ان سے کہا گیا کہ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں: جس نے سال بھر قیام کیا اس نے شب قدر کو پالیا تو ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! وہ رات رمضان میں ہے۔۔۔ وہ بغیر کسی استثناء کے حلف اٹھاتے تھے۔۔۔ اور اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ وہ رات کون سی ہے، یہ وہی رات ہے جس میں قیام کا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا، یہ ستائیسویں صبح کی رات ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس دن کی صبح کو سورج سفید طلوع ہوتا ہے، اس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی۔

جواب

مختصرا یہ مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی ہے
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ الْأَسَدِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أُبَيًّا، يَقُولُ: «هِيَ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ»
ابی نے کہا یہ ۲۷ کی رات ہے

ایسا قول معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے
مشکل الاثار میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ , قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذ , قَالَ: ثنا أُبَيُّ , قَالَ: ثنا شُعْبَةُ , عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ , عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ , عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ , فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ , قَالَ: «لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ»

معاویہ نے کہا یہ ۲۷ کی رات ہے

معجم ابویعلی میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ بَرَّادِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ: قَالَ لِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: «إِنِّي لَأَعْرِفُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، هِيَ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ، وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ فِي صَبِيحَتِهَا بَيْضَاءَ تَرَقْرَقُ، لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ، كَأَنَّهَا طَسْتٌ»

سورج ایسا لگے گا جس میں شعاع نہ ہو گویا ایک طشت ہو

شرح السنہ از بغوی میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، قَالَ: قُلْتُ لأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: " أَبَا الْمُنْذِرِ، أَخْبِرْنَا عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، قَالَ: فَإِنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ يَقُولُ: مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْهَا، فَقَالَ: رَحِمَ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَمَا إِنَّهُ قَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ، وَلَكِنْ كَرِهَ أَنْ يُخْبِرَكُمْ، فَتَتَّكِلُوا، هِيَ وَالَّذِي أَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلَى مُحَمَّدٍ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ، فَقُلْنَا: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، أَنَّى عَلِمْتَ هَذَا؟ قَالَ: بِالآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَفِظْنَا وَعَدَدْنَا، هِيَ وَاللَّهِ لَا نَسْتَثْنِي، قَالَ: قُلْنَا لِزِرٍّ: وَمَا الآيَةُ؟ قَالَ: تَطْلُعُ الشَّمْسُ، كَأَنَّهَا طَاسٌ، لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

زر نے کہا میں نے ابی سے کہا کہ اے ابو المنذر ہم کو شب قدر کی خبر دیں اور کہا کہ ابن مسعود کہتے ہیں جس نے قیام کیا وہ اس کو پائے گا پس ابی بن کعب نے کہا اللہ ابن مسعود پر رحم کرے وہ جانتے ہیں یہ رمضان میں ہے لیکن انہوں نے کراہت کی کہ اس کی خبر دیں اور وہ یہ کہ ۲۷ کی رات رسول اللہ پر قرآن نازل ہوا پس ہم نے کہا اے ابو المنذر اپ کو یہ کس سے پتا چلا؟ ابی نے کہا ایک نشانی سے جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی جس کو ہم نے یاد رکھا اور گنا اور اللہ کی قسم ہم نے اس کو الگ کیا ہم نے زر سے کہا وہ کیا نشانی ہے؟ کہا سورج طلوع ہو گا جیسے کہ طشت ہو اس میں شعاع نہیں ہو گی

اب تمام عالم پر ایک رات قائم ہو گی جو شب قدر ہو گی کہیں یہ ۲۷ بن جائے گی اور کہیں ۲۶ بن جائے گی اور ممکن ہے کہیں ۲۸ کی رات ہو لہذا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو ۲۷ پر مقید نہیں کیا
سورج کی تپش اغلباً کم ہو گی اور اس میں سے تپش کی کرنیں اس رات کی صبح زمین پر نہیں آئیں گی

زمین کے موسموں اور
solar flare
کا گہرا تعلق ہے

(صحیح مسلم)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرہ میں ایک ترکی خیمہ میں کہ جس کے دروازے پر چٹائی لٹکی ہوئی تھی، اعتکاف کیا۔
(تیسرے عشرے کے شروع میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے چٹائی کو پکڑ کر خیمے کے

ایک کونے میں کر دیا اور اپنا سر باہر نکال کر لوگوں سے مخاطب ہوئے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے رات (لیلۃالقدر) کی تلاش میں پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا، پھر درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا، پھر میرے پاس کوئی (فرشتہ) آیا اور میری طرف یہ وحی کی گئی کہ (لیلۃالقدر کی) یہ رات آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو شخص اعتکاف کرنا چاہے تو وہ اعتکاف کرے۔ چنانچہ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اعتکاف کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا کہ وہ طاق راتوں میں ہے اور میں اس کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پھر جب اکیسویں شب کی صبح ہوئی اور اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک نماز پڑھتے رہے۔ اور بارش ہوئی تو مسجد ٹپکی اور میں نے مٹی اور پانی کو دیکھا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ناک کی چوٹی پر مٹی اور پانی کا نشان تھا اور وہ اکیسویں رات تھی۔

(صحیح مسلم)

سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے شب قدر دکھائی گئی تھی پھر بھلا دی گئی۔ اور میں نے (خواب میں) دیکھا کہ اس رات کی صبح کو میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ راوی نے کہا کہ ہم پر تیئیسویں شب کو بارش برسی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر پھرے (یعنی صبح کی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ناک پر پانی اور کیچڑ کا اثر تھا۔ اور سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ تیئیسویں رات کو شبِ قدر کہا کرتے تھے۔

سوال کیا لیلہ القدر جفت رات میں بھی ممکن ہے؟

Sahih Bukhari Hadees # 2022

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، وَعِكْرِمَةَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ""هِيَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، هِيَ فِي تِسْعٍ يَمْضِينَ أَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقَيْنَ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ""، وَعَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: الْتَمِسُوا فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر رمضان کے (آخری) عشرہ میں پڑتی ہے۔ جب نو راتیں گزر جائیں یا سات باقی رہ جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد شب قدر سے تھی۔ عبدالوہاب نے ایوب اور خالد سے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ شب قدر کو چوبیس تاریخ (کی رات) میں تلاش کرو۔

جواب

یہ دو سندیں ہیں
ایک میں قول نبی ہے جو ابن عباس سے مروی ہے اور ایک میں موقوف قول ابن عباس ہے

حدیث کا مطلب ہے جب نو راتیں گزر جائیں یعنی ۲۹ رمضان کی رات

یا

جب سات باقی ہوں یعنی ۲۳ رمضان

رسول اللہ نے طاق رات کا ہی ذکر کیا ہے
اس کے بعد امام بخاری نے ابن عباس کا اپنا قول دیا ہے

ابن عباس سے منسوب ہے کہ ۲۴ کہا
، وَعَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْتَمِسُوا فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ

یہ قول شاذ ہے اس قول کو ابن عباس سے خالد بن مہران الحذاء نے منسوب کیا ہے

قال ابو حاتم لا یحتج بہ
ابو حاتم کہتے ہیں اس سے دلیل مت لینا

قال شعبة: خالد یشک فی حدیث عکرمة عن ابن عباس.
شعبہ نے کہا خالد کو عکرمہ کی حدیث، اس کی ابن عباس سے حدیث پر شک ہی رہتا

میرے نزدیک اس میں خالد نے کوئی غلطی کی ہے
واللہ اعلم

رمضان میں عمرہ کرنا

Sahih Bukhari Hadees # 1863

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، أَخْبَرَنَا حَبِيبُ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِهِ، قَالَ لِأُمِّ سِنَانٍ الْأَنْصَارِيَّةِ: مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ؟ قَالَتْ: أَبُو فُلَانٍ تَعْنِي زَوْجَهَا، كَانَ لَهُ نَاضِحَانِ حَجَّ عَلَى أَحَدِهِمَا، وَالْآخَرُ يَسْقِي أَرْضًا لَنَا، قَالَ: إِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً، أَوْ حَجَّةً مَعِي --رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج الوداع سے واپس ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سنان انصاریہ عورت رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ تو حج کرنے نہیں گئی؟ انہوں نے عرض کی کہ فلاں کے باپ یعنی میرے خاوند کے پاس دو اونٹ پانی پلانے کے تھے ایک پر تو خود حج کو چلے گئے اور دوسرا ہماری زمین سیراب کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے، اس روایت کو ابن جریج نے عطاء سے سنا، کہا انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، اور عبیداللہ نے عبدالکریم سے روایت کیا، ان سے عطاء نے ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے؟

رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے یہ راویت صحیح ہے؟

جواب

صحیح بخاری کی یہ روایت ابن جریج مدلس کے عنعنہ کے ساتھ آئی ہے، البتہ صحیح مسلم میں یہ مسئلہ نہیں ہے وہاں اخبرنی کہا ہے

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يُحَدِّثُنَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيتُ اسْمَهَا «مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا؟» قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ لَنَا إِلَّا نَاضِحَانِ فَحَجَّ أَبُو وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلَى نَاضِحٍ وَتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ، قَالَ: «فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي، فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً»

اس سند سے صحیح ہے- لیکن یہ حکم عام نہیں تھا بحث آ رہی ہے

صحیح مسلم میں ہے

وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا أُمُّ سِنَانٍ «مَا مَنَعَكِ أَنْ تَكُونِي حَجَجْتِ مَعَنَا؟» قَالَتْ: نَاضِحَانِ كَانَا لِأَبِي فُلَانٍ - زَوْجِهَا - حَجَّ هُوَ وَابْنُهُ عَلَى أَحَدِهِمَا، وَكَانَ الْآخَرُ يَسْقِي عَلَيْهِ غُلَامُنَا، قَالَ: «فَعُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي»

اس کی سند بھی مضبوط نہیں ہے

حبیب راوی سے یحییٰ روایت نہیں کرتے تھے

وكان یحییٰ القطان لایحدث عنہ

النسائی کا کہنا ہے لیس بالقوی قوی نہیں ہے

وقد أخرج النسائي (4214 – الكبرى- الرسالة) نحوه مختصرًا من رواية أبي معقل عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وفيه ذكر العمرة في رمضان. وأخرجه ابن ماجة (2993) مختصرًا: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: “عمرة في رمضان تعدل حجة

نسائی کے مطابق یہ تمام قصہ ایک دوسری عورت کے ساتھ ہوا

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

نا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ أَبِي مَعْقِلٍ، أَنَّ أُمَّهُ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا مَعْقِلٍ كَانَ وَعَدَنِي أَلَا يَحُجَّ إِلَّا وَأَنَا مَعَهُ، فَحَجَّ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَلَمْ أُطِقِ الْمَشْيَ فَسَأَلْتُهُ جِرَادَ نَخْلَةٍ، فَقَالَ: هُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَسْتُ بِمُعْطِيكِيهِ، فَقَالَ: «يَا أَبَا مَعْقِلٍ مَا تَقُولُ أُمُّ مَعْقِلٍ؟» قَالَ: صَدَقَتْ، قَالَ: «فَأَعْطِهَا بَكْرَكَ فَإِنَّ الْحَجَّ سَبِيلُ اللَّهِ» فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ قَدْ سَقِمْتُ وَكَبِرْتُ وَأَخَافُ أَنْ لَا [ص:276] أُدْرِكَ الْحَجَّ حَتَّى أَمُوتَ، فَهَلْ شَيْءٌ يَجْزِي عَنِ الْحَجِّ؟ فَقَالَ: «نَعَمْ، عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً» فَاعْتَمَرَتْ فِي رَمَضَانَ

سنن ابو داود 1989 میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عِيسَى بْنِ مَعْقِلِ بْنِ أُمِّ مَعْقِلٍ الْأَسَدِيِّ أَسَدِ خُزَيْمَةَ، حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ مَعْقِلٍ، قَالَتْ: "لَمَّا حَجَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ وَكَانَ لَنَا جَمَلٌ فَجَعَلَهُ أَبُو مَعْقِلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَصَابَنَا مَرَضٌ وَهَلَكَ أَبُو مَعْقِلٍ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ حَجِّهِ جِئْتُهُ، فَقَالَ: يَا أُمَّ مَعْقِلٍ، مَا مَنَعَكِ أَنْ تَخْرُجِي مَعَنَا ؟ قَالَتْ: لَقَدْ تَهَيَّأْنَا فَهَلَكَ أَبُو مَعْقِلٍ وَكَانَ لَنَا جَمَلٌ هُوَ الَّذِي نَحُجُّ عَلَيْهِ فَأَوْصَى بِهِ أَبُو مَعْقِلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ: فَهَلَّا خَرَجْتِ عَلَيْهِ، فَإِنَّ الْحَجَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَمَّا إِذْ فَاتَتْكِ هَذِهِ الْحَجَّةُ مَعَنَا فَاعْتَمِرِي فِي رَمَضَانَ، فَإِنَّهَا كَحَجَّةٍ، فَكَانَتْ تَقُولُ: الْحَجُّ حَجَّةٌ وَالْعُمْرَةُ عُمْرَةٌ، وَقَدْ قَالَ هَذَا لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا أَدْرِي أَلِيَ خَاصَّةً".

ام معقل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ؟ الوداع کیا تو ہمارے پاس ایک اونٹ تھا لیکن ابو معقل رضی اللہ عنہ نے اسے اللہ کی راہ میں دے دیا تھا ہم بیمار پڑ گئے، اور ابو معقل رضی اللہ عنہ چل بسے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لے گئے، جب اپنے حج سے واپس ہوئے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ام معقل ! کس چیز نے تمہیں ہمارے ساتھ (حج کے لیے) نکلنے سے روک دیا؟"، وہ بولیں: ہم نے تیاری تو کی تھی لیکن اتنے میں ابو معقل کی وفات ہو گئی، ہمارے پاس ایک ہی اونٹ تھا جس پر ہم حج کیا کرتے تھے، ابو معقل نے اسے اللہ کی راہ میں دے دینے کی وصیت کر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اسی اونٹ پر سوار ہو کر کیوں نہیں نکلیں؟ حج بھی تو اللہ کی راہ میں ہے، لیکن اب تو ہمارے ساتھ تمہارا حج جاتا رہا تم رمضان میں عمرہ کر لو، اس لیے کہ یہ بھی حج کی طرح ہے"، ام معقل رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں حج حج ہے اور عمرہ عمرہ ہے ؟؟ "لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہی فرمایا اب مجھے نہیں معلوم کہ یہ حکم میرے لیے خاص تھا (یا سب کے لیے ہے) ؟

اس کی سند حسن ہے

اس روایت کے مطابق صحابیہ کو خود ابہام تھا کہ ان کو یہ خاص حکم دیا گیا ہے یا یہ عام ہے

مسند ابو داود الطیالسی میں ہے

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ كَحَجَّةٍ» أَوْ قَالَ «تُجْزِئُ بِحَجَّةٍ» قَالَ شُعْبَةُ: فَحَدَّثَنِي أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتِلْكَ الْمَرْأَةِ خَاصَّةً

سعید بن جبیر کا قول ہے کہ اللہ رسول کا کہنا کہ رمضان میں عمرہ حج کا بدل ہے یہ اس عورت کے لئے خاص حکم تھا

سنن ابو داود میں ہے

حدَّثنا مُسدَّدٌ، وحدَّثنا عبدُ الوارث، عن عامرٍ الأحولِ، عن بكرِ ابنِ عبد الله عن ابنِ عباس، قال: أرادَ رسولُ الله - صلَّى الله عليه وسلم - الحجَّ، فقالت امرأةٌ لزوجها: أحِجَّني مَعَ رسولِ الله - صلَّى الله عليه وسلم - على جملك، فقال: ما عِندي ما أُحِجُّك عليه، قالت: أحِجَّني على جملك فلان، قال: ذاك حبيسٌ في سبيلِ الله، فأتى رسولَ الله - صلَّى الله عليه وسلم - فقال: إنَّ امرأتي تقرأُ عليكَ السلامَ ورحمةَ الله، وإنها سألتني الحجَّ معك، قالت: أحِجَّني مَعَ رسولِ الله - صلَّى الله عليه وسلم -، فقلت: ما عندي ما أُحِجُّك عليه، فقالت: أحِجَّني على جملِك فلان، فقلتُ: ذاك حبيسٌ في سبيل الله، قال: "أما إنَّكَ لو أحججتَها عليه، كان في سبيلِ الله" وإنها أمرتني أن أسألك ما يَعْدِلُ حجةً معك، فقال رسولُ الله - صلَّى الله عليه وسلم -: "

أقرئها السلامَ ورحمةَ الله وبركاتِه، وأخبِرْهَا أنها تَعدِلُ حَجَّةً معي: عُمرة في رمضان

منذری کا کہنا ہے

عمرة فی رمضان تعدل حجۃ"، فیہا نظر اس حدیث پر نظر ہے

سند میں عامر بن عبد الواحد الأحول، البصری ضعیف ہے

○ قال عبد الله بن إحمد: سألته (يعنى إباه)، عن عامر الأحول. قال: فى حديثه شىء. «العلل» (1503).

○ و قال عبد الله: سمعتُ أبي يقول: عامر الأحول، ليس بالقوى، ضعيف الحديث. «العلل» (1937).

○ و قال إبو داود: سمعت إحمد. قال: عامر الأحول، ابن عبد الواحد. «سؤالاته» (107).

○ و قال إبو طالب: قال إحمد بن حنبل: عامر الأحول، ليس بقوى فى الحديث. «الجرح والتعديل» 6/(1817).

الآحاد والمثانى المؤلف: إبو بكر بن إبي عاصم وهو إحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيبانى (المتوفى: 287هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَمْرٍو، وَيَعْقُوبُ قَالَا: أَنا سُفْيَانُ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيدَ الْأَوْدِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ هَرِمِ بْنِ خَنْبَشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ أَوْ تَعْدِلُ حَجَّةً» [ص:274] قَالَ الْقَاضِي: وَقَالَ بَيَانٌ وَجَابِرٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہَرِمِ بْنِ خَنْبَشٍ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا رمضان میں عمرہ حج کا بدل ہے

سنن ابن ماجہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ بَيَانٍ، وَجَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ وَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ، تَعْدِلُ حَجَّةً»

اپ غور کریں نام صحابی بدل رہا ہے

الشَّعْبِيِّ کا سماع ان صحابی وَہْب بن خَنْبَش یا ہَرِم بْنِ خَنْبَشٍ سے ہے یا نہیں معلوم نہیں ہے

إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطای کے مطابق

وزعم أبو الحسين مسلم بن الحجاج، وأبو صالح المؤذن، وأبو الفتح الأزدي: إن الشعبي تفرد عنه بالرواية

امام مسلم اور ابو صالح المؤذن، اور ابو الفتح الأزدي کا دعوی ہے کہ ان مخصوص صحابی سے روایت کرنے میں الشعبی کا تفرد ہے

یعنی یہ صحابی مجہول الحال کے درجے پر ہیں ۔ہم کو معلوم نہیں صحابی بھی ہیں یا نہیں لیکن لوگوں نے صرف اس ایک روایت کی بنا پر ان کو صحابی مان لیا ہے

مزید اس سند میں داود بن یزید بن عبد الرحمٰن الأودي الزعافري ضعیف ہے

یہی سند ابن ماجہ میں بھی ہے

سنن ابن ماجہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ، تَعْدِلُ حَجَّةً»

سند میں عَبْدِ الْكَرِيمِ، ضعیف ہے

الغرض میرا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ صحابیہ کے مخصوص حالات کے پیش نظر ان کو یہ خصوصی حکم کیا گیا- اگر ایسا ہوتا ہے صرف رمضان کا عمرہ ذی الحجہ کا بدل سب کے لئے ہوتا تو اس کی تبلیغ منبر پر کی جانی چاہیے تھی اور خاص کر جب بھی رمضان اتا اس کا ذکر احادیث میں ہوتا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اثنائے سفر میں ایک صحابیہ ملتی ہیں ان کے گھر کے حالات جان کر اپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دلاسہ دیتے ہیں کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ باوجود نیت کے حج نہ کر سکیں تو اب وہ اگر رمضان میں عمرہ کر لیں تو حج کا بدل ہو جائے گا

عید کی نماز اور خطبہ

نماز عید ادا کرنے کا طریقہ

عید کی نماز دو رکعت ہے

پہلی رکعت میں تکبیر اولی کے بعد امام ۳ تکبیرات کہے۔یعنی کل ۴ تکبیرات

پھر امام جھر سے قرات کرے اور نماز کی دوسری رکعت کی قرات بھی عام نمازوں کی طرح کرے پھر رکوع میں جانے سے پہلے کل ۴ تکبیرات کہے۔پھر باقی نماز عام نماز کی طرح پڑھے

اس طرح اس نماز میں کل ۶ زائد تکبیرات بنتی ہیں

عید کی نماز پر سوالات

عیدین کی 12 تکبیرات کی روایت کی تحقیق درکار ہے

مسند الامام احمد اور سنن ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ :

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ: إن النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - کبّر فی عیدٍ ثنتَیْ عَشْرة تکبیرة، سبعا فی الأولی، وخمساً فی الآخرة، ولم یصلّ قبلها ولا بعدها۔ (مسند احمد، 6688 بتحقیق احمد شاکر،، ابن ماجہ مترجم ج اکتاب اقامة الصلوة باب ماجاء فی کم یکبر الامام فی الصلوة العیدین ص ۴ ۶۳ رقم الحدیث ۱۲۷۷)

سیدنا عبداللہ عمرو ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عید میں بارہ تکبریں کہیں 'پہلی رکعت میں سات اور آخری رکعت میں پانچ اور نماز سے پہلے اور بعد آپ ﷺ نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔

جواب

نماز عید پر کئی روایات ہیں

مصنف عبد الرزاق کی ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، 5687 - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ جَالِسًا وَعِنْدَهُ حُذَيْفَةُ وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، فَسَأَلَهُمَا سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ عَنِ التَّكْبِيرِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى فَجَعَلَ هَذَا يَقُولُ: سَلْ هَذَا، وَهَذَا يَقُولُ: سَلْ هَذَا، فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: سَلْ هَذَا - لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ - فَسَأَلَهُ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: «يُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُومُ فِي الثَّانِيَةِ فَيَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَاءَةِ

علقمہ اور اسود بن یزید کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بنِ مسعود کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پاس حذیفہ اور ابو موسیٰ بھی بیٹھے ہوئے تھے. تو ان سے سعید بن العاص نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے متعلق سوال کیا، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: ان (حذیفہ) سے پوچھو، پھر حذیفہ نے کہا: یہ مسئلہ عبداللہ بنِ مسعود سے پوچھو، چناچہ انہوں نے پوچھا تو ابنِ مسعود نے کہا: نمازی چار تکبیریں کہے، پھر قرات کرے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے، دوسری رکعت میں تکبیر کہے، پھر قرات کرے، پھر قرات کے بعد چار تکبیریں کہے.

اس فتوی کو احناف نے لیا اس کی سند صحیح ہے
کوفہ میں اسی مذھب پر نماز ہوتی تھی اور یہی مذھب ابن عباس سے آیا ہے

کہا جاتا ہے امام احمد ایک دوسری روایت کو ترجیح دیتے تھے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعَهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي عِيدٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً، سَبْعًا فِي الْأُولَى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ، وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا، وَلَا بَعْدَهَا» [ص:284] قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ: قَالَ أَبِي: «وَأَنَا أَذْهَبُ إِلَى هَذَا

عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے پھر دادا سے روایت کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید میں ۱۲ تکبیر کہتے – سات پہلے اور پانچ آخر میں اور اس سے پہلے نماز نہ پڑھتے نہ اس کے بعد – عبد اللہ بن احمد نے کہا میرے باپ نے کہا میں اس پر مذھب لیتا ہوں

امام عقیلی کہتے ہیں امام احمد نے کہا

إنما نكتب حديثه نعتبر ه، فأما إن يكون حجة فلا

ہم عمرو کی حدیث اعتبار کے لئے لکھتے ہیں جہاں تک دلیل کا تعلق ہے تو یہ اس کی حدیث سے نہیں لیتے

لہذا امام احمد کا نماز عید کی ۱۲ تکبیرات والی روایت کو لینا مشکوک ہے

مزید یہ کہ محدثین ہی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت پر جرح کرتے تھے یہاں تک کہ صرف اس سند کے لئے کتابیں تک لکھی گئی ہیں

احناف میں امام یحیٰی القطان کہتے ہیں

و قال علی: قال یحیٰی القطان: حدیث عمرو بن شعیب عندنا واہ

امام علی المدینی نے کہا امام یحیٰی القطان نے کہا عمرو کی حدیث ضعیف ہے

کتاب تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس از ابن حجر کے مطابق

وقال بن إبي خیثمة سمعت ہارون بن معروف یقول لم یسمع عمرو من إبیه شیئا إنما وجده فی کتاب إبیه

ہارون بن معروف نے کہا: عمرو نے اپنے باپ سے نہیں سنا بلکہ اس کے ہتھے ان کی کتاب چڑھ گئی

وقال إبو داود: سمعت إحمد، ذکر له عمرو بن شعیب، فقال: إصحاب الحدیث إذا شاؤوا (احتجوا بحدیث عمرو بن شعیب، عن إبیه، عن جده)، وإذا شاؤوا ترکوه. «سؤالاته»

ابو داود کہتے ہیں میں نے امام احمد کو سنا ان سے عمرو کی حدیث کا ذکر ہوا پس کہا اصحاب حدیث جب چاہتا ہے اس کی حدیث لیتے ہیں جب چاہتا ہے اس کو ترک کر دیتے ہیں

*[2]

اس کے علاوہ اس تکبیرات والی روایت کی سند میں عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن یعلی الطائفی ہے جو ضعیف ہے بحر الحال حنابلہ نے اس روایت کو قبول کیا ہے ان کی دیکھا دیکھی غیر مقلدین نے بھی

نماز عیدین میں اللہ کے نبي کتنے خطبات دیتے تھے ؟

2. عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے دفاع میں کہا جاتا ہے - امام بخاري رحمہ الله علیہ (المتوفی256) نے تاریخ الکبیر میں کہا
رأيت احمد بن حنبل وعلي بن المديني وإسحاق بن راهويه والحميدي وأبا عبيد، وعامة أصحابنا يحتجون بحديث عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده، ما تركه أحد من المسلمين [تهذيب التهذيب لابن حجر: 24/ 49 وانظرالتاريخ الكبير للبخاري : 6/ 343]۔
میں نے دیکھا امام احمد اور امام علی اور امام اسحٰق اور حمیدی اور ابو عبید اور عام اصحاب حدیث اس کی روایت سے احتجاج کرتے ہیںسوال ہے امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس سے ایک بھی روایت کیوں نہیں لکھی اگر یہ ائمہ اس سے احتجاج کرتے ہیں- إس سے ظاہر ہے کہ امام بخاری نے اس موقف سے رجوع کیا کہا جاتا ہے امام بخاری نے اس کو صحیح کہا ہے لیکن یہ بھی غلط ہے- الترمذي في "العلل الكبير" 1/288 عن البخاري قوله: ليس في هذا الباب شيء أصح من هذا یہ بات ترمذی کی العلل میں ہے جسکی سند کتاب بقول بعض محققین ثابت نہیں ہے

صحیح احادیث سے رہنمائی کریں، بعض علماء کا کہنا ہے کہ صرف ایک ہی خطبہ دیتے تھے بعض کا کہنا دو، اس اختلاف کی کیا حقیقت ہے؟

جواب

عید کے حوالے سے جو روایات اتی ہیں ان میں خطبہ کا ذکر ہے

وہاں واضح نہیں کہ دو خطبہ تھے یا ایک

اب اس پر اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ ایک تھا اور بعض کا کہنا ہے کہ تعامل امت دو خطبوں کا چلا آ رہا ہے

امام شافعی ہر خطبہ کو چاہے استسقاء ہو کسوف ہو عید ہو ان سب کو دو کرتے ہیں

باقی کا اپس میں اختلاف ہے

امام مالک کے ہاں عید کے دو خطبے ہیں

مسند احمد، صحیح مسلم میں ہے

فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ

نبی نے خطبہ دیا نماز عید کے بعد پھر عورتوں کے پس گئے

معلوم ہوا کہ ایک ہی خطبہ دیا تھا– لیکن ایک گروہ کہتا ہے یہ عورتوں کو جو وعظ کیا یہ دوسرا خطبہ تھا

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: «إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمَ عِيدٍ عَلَى رَاحِلَتِهِ»

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر خطبہ دیا عید کا

اس سے معلوم ہوا کہ دو خطبہ نہیں تھے کیونکہ اس میں زمین پر اتر کر نہیں بیٹھے

ابن ابی شیبہ کے نزدیک خچر پر تھے

اور ابن خزیمہ کہتے ہیں نہیں سواری سے مراد ہے کہ وہ کھڑے تھے

ابن خزیمہ نے اس حدیث کی تاویل کی ہے اور کہا ہے دو خطبہ ہوں گے

امام شافعی حدیث لائے ہیں کہ دو خطبہ دیے

قال إخبرنا إبراهيم بن محمد قال حدثني عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد الله عن إبراهيم بن عبد الله عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة قال السنة إن يخطب الإمام في العيدين خطبتين يفصل بينهما بجلوس

سند ضعیف ہے

اس طرح اس میں اختلاف رائے چلا آ رہا ہے۔ راقم کہتا ہے ایک خطبہ دین میں اسانی ہے اس کو کیا جائے۔

کسی عذر کی بنا پر خطبہ نماز عید سے پہلے کیا جا سکتا ہے ؟

جواب

مدینہ میں دور رسول میں کبھی ایسے حالات رمضان یا ذوالحجہ میں نہیں ہوئے کہ اضطراری حالت ہو اس بنا پس سنت میں نہیں ہے کہ خطبہ نماز سے پہلے کیا گیا ہو لیکن اگر عام بیماری یا قحط یا کوئی اور مصیبت ہو تو ایسا کرنا سنت خلفاء سے معلوم ہے کہ ایسا کیا جا سکتا ہے

مصنف عبد الرزاق کی روایت 5644 ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، لَمَّا رَأَى النَّاسَ يَنْقُصُونَ فَلَمَّا صَلَّى حَبَسَهُمْ فِي الْخُطْبَةِ».

يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ کہتے ہیں کہ عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ دینا عمر رضی اللہ عنہ نے شروع کیا جب دیکھا کہ لوگ کم ہونے لگے ہیں

یہی بات یوسف نے عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بھی بولی

اور امام الزہری کہتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو شروع کیا

معمر کہتے ہیں ان کو پہنچا کہ عثمان اپنی خلافت کے آخری دور میں ایسا کرتے تھے

ابن حجر فتح الباری ج ۲ ص ۴۵۰ میں لکھتے ہیں کہ نماز عید سے پہلے خطبہ عثمان بھی دیتے تھے

وَسَيَأْتِي فِي الْبَابِ الَّذِي بَعْدَهُ أَنَّ عُثْمَانَ فَعَلَ ذَلِكَ أَيْضًا لَكِنْ لِعِلَّةٍ أُخْرَى

اور آگے باب میں ہے کہ عثمان بھی ایسا کرتے تھے لیکن اس کی وجہ اور ہے

کتاب : كوثَر المَعَاني الدَّرَارِي في كَشْفِ خَبَايا صَحِيحْ البُخَاري از محمَّد الخَضِر بن سيد عبد الله بن أحمد الجكني الشنقيطي (المتوفى: 1354هـ) کے مطابق عید کی نماز سے پہلے خطبہ دینا

وقيل بل سبقه إليه عثمان؛ لأنه رأى ناسًا لم يدركوا الصلاة فصار يقدم الخطبة رواه ابن المنذر بإسناد صحيح إلى الحسن البصري

عثمان نے کیا کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ لوگ نماز میں نہیں آ رہے پس خطبہ کو پہلے کیا اس کو ابن المنذر نے صحیح اسناد سے حسن بصری سے روایت کیا ہے

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ بن أسلم عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم- يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى، فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلاَةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ، وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ، فَيَعِظُهُمْ وَيُوصِيهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ، فَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ، أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُصَلَّى إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ، فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيدُ أَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ فَجَبَذَنِي فَارْتَفَعَ، فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلاَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: غَيَّرْتُمْ وَاللَّهِ. فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ. فَقُلْتُ مَا أَعْلَمُ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِمَّا لاَ أَعْلَمُ. فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلاَةِ

فَجَعَلْتَهَا قَبْلَ الصَّلاَةِ

عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ روایت کرتے ہیں کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ جاتے اور سب سے پہلے عید نماز پڑھاتے اور سلام پھیر نے کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے، لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وعظ و نصیحت فرماتے اور نیکی کا حکم دیتے، پھر اس کے بعد اگر کسی مہم پر صحابہ کرام کو روانہ کرنا ہوتا تو افراد چن کر روانہ کر دیتے، یا کسی کام کا حکم دینا ہوتا تو حکم دے کر گھروں کی جانب واپس روانہ ہوتے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: لوگوں کا اسی پر عمل جاری و ساری رہا، یہاں تک کہ میں مدینہ کے گورنر مروان کے ساتھ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے موقع پر عیدگاہ گیا، جب ہم عیدگاہ پہنچے تو وہاں کثیر بن صلت نے منبر بنایا ہوا تھا، تو مروان نے نماز سے قبل منبر پر چڑھنا چاہا تو میں نے اس کے کپڑے سے کھینچا، تو مروان اپنا کپڑا چھڑوا کر منبر پر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے لوگوں سے خطاب کیا، اس پر میں [ابو سعید] نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے دین بدل دیا ہے تو مروان نے کہا: ابو سعید جو باتیں تم جانتے ہو [ان کا دور] اب نہیں رہا

ابو سعید نے جواب دیا: اللہ کی قسم جو باتیں میرے علم میں ہیں وہ ان سے کہیں بہتر ہیں جو میرے علم میں نہیں ہیں

مروان نے کہا: لوگ نماز کے بعد ہمارے خطاب کیلیے بیٹھتے نہیں تھے، اس لیے میں نے اپنے خطاب کو ہی نماز سے پہلے کر دیا

مصنف عبد الرزاق کی روایت 5648 ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: «خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ فِي يَوْمِ عِيدِ فِطْرٍ - أَوْ أَضْحَى - هُوَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي مَسْعُودٍ حَتَّى أَفْضَيْنَا إِلَى الْمُصَلَّى، فَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ الْكِنْدِيُّ قَدْ بَنَى لِمَرْوَانَ مِنْبَرًا مِنْ لَبِنٍ وَطِينٍ، فَعَدَلَ مَرْوَانُ إِلَى الْمِنْبَرِ حَتَّى حَاذَى بِهِ

فَجَاذَبْتُهُ لِيَبْدَأَ بِالصَّلَاةِ»، فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيد، تُرِكَ مَا تَعْلَمُ، فَقَالَ: كَلَّا وَرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَا تَأْتُونَ بِخَيْرٍ مِمَّا نَعْلَمُ ثُمَّ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ

عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ کہتے ہیں کہ ابو سعید سے سنا کہ میں مروان کے ساتھ یوم فطر یا عید الاضحیٰ پر نکلا اور میرے اور مروان کے درمیان ابی مسعود تھے یہاں تک کہ نماز کی جگہ پہنچے پس کثیر بن الصلت نے مروان کے لئے ایک منبر بنوایا ہوا تھا جس پر مروان چڑھا پھر اس پر سے نماز کے لئے اٹھا پس کہا اے ابو سعید چھوڑ دیا جس کو تم جانتے تھے اس پر ابو سعید نے کہا ہر گز نہیں مشارق و مغارب کے رب کی قسم تم اس خیر تک نہیں پہنچو گے جس کو ہم جانتے ہیں – پھر خطبہ شروع کیا

راقم کی تحقیق کے مطابق یہ دور عثمان کا واقعہ ہے - عقبۃ بن عمرو بن ثعلبۃ الخزرجی، ابو مسعود البدری وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ دور عثمان کا ہے (ابو مسعود عقبۃ بن عمرو بن ثعلبۃ رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۹ یا ۴۰ ہجری میں دور علی میں کوفہ میں ہوئی) اور یہ واقعہ مدینہ کا ہے - خطبہ عید دینا عثمان رضی اللہ عنہ کا کام ہے – مروان نے بطور نائب خطبہ عید پہلے کیا جو بطور علت ہے جس کی وجہ نکسیر پھوٹنے کی بیماری ہے - سن ۳۱ ہجری کا واقعہ ہے جو صحیح البخاری میں ہی ہے

حدیث نمبر: 3717 حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: "اسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَقَالُوهُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ، فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ: عُثْمَانُ وَقَالُوا، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ، قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

.ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لیے بھی نہ جا سکے، اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی

یعنی یہ خطبہ کو پہلے کرنے کا واقعہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیماری کی وجہ سے پیش آیا جس میں اپ حج پر نہ جا سکے اور اتنے بیمار ہوئے کہ وصیت تک کر دی- اس موقعہ پر اس بیماری کی وجہ سے لوگوں کو آنے میں مشکل ہوئی اور مروان نے خطبہ پہلے کیا-

مصنف عبد الرزاق میں ہے

ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، لَمَّا رَأَى النَّاسَ يَنْقُصُونَ فَلَمَّا صَلَّى حَبَسَهُمْ فِي الْخُطْبَةِ».

یوسف نے کہا جس نے عید کی نماز میں خطبہ پہلے کیا وہ عمر ہیں جب دیکھا کہ لوگ کم ہو گئے ہیں

تاریخ أبي زرعة الدمشقي میں ہے

حدثنا خلف بن هشام المقرئ قال: حدثنا حماد بن زيد عن يحيي بن سعيد قال: غدوت مع يوسف بن عبد الله بن سلام في يوم عيد، فقلت له: كيف كانت الصلاة على عهد عمر ؟ قال: كان يبدأ بالخطبة، قبل الصلاة ـ

یحیٰی بن سعید نے کہا میں نے یوسف بن عبد اللہ بن سلام کے ساتھ عید کے دن پوچھا کہ عہد عمر میں عید کی نماز کیسی تھی ؟ کہا عمر بن خطاب خطبہ دیتے نماز عید سے پہلے

ان آثار کو محدثین نے غریب یعنی منفرد کہا ہے لیکن اس کو رد نہیں کیا کیونکہ سند میں کوئی ایسی علت نہیں کہ ان کو غیر صحیح قرار دیا جائے –

معلوم ہوا کہ عموم سنت یہ ہے کہ نماز عید پہلے پھر خطبہ دیا جاتا تھا لیکن کسی وجہ سے اس کو آگے پیچھے عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی کیا ہے

الأوسط از ابن المنذر میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ كَانُوا يُصَلُّونَ ثُمَّ يَخْطُبُونَ، فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ عُثْمَانَ رَأَى أَنَّهُمْ لَا يُدْرِكُونَ الصَّلَاةَ خَطَبَ ثُمَّ صَلَّى

حسن بصری نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ابی بکر کے دور میں عمر کے دور میں عثمان کے دور میں نماز ہوتی پھر خطبہ لیکن جب لوگ زیادہ ہوئے دور عثمان میں تو انہوں نے دیکھا کہ لوگ نماز کو نہیں پاتے تو انہوں نے خطبہ کیا پھر نماز

یعنی لوگوں کو اتے اتے وقت لگتا اور نماز چھوٹ جاتی لہذا آسانی کی وجہ سے ہوا – بہر حال حسن بصری نے ان تمام ادوار کو نہیں دیکھا لہذا کسی نے ان کو خبر دی ہو گی اس کے بر عکس یوسف نے ان ادوار کو دیکھا ہے

کتاب الام میں شافعی نے جو روایت دی وہ ہے

أخبرنا الرَّبِيعُ قال أخبرنا الشَّافِعِيُّ قال أخبرنا إبْرَاهِيمُ قال حدثني دَاوُد بن الْحُصَيْنِ

عن عبد اللَّهِ بن يَزِيدَ الخَطْمِيِّ أَنَّ النبي صلى اللَّهُ عليه وسلم وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَبْتَدِئُونَ بِالصَّلَاةِ قبل الخُطْبَةِ حتى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فَقَدَّمَ الخُطْبَةَ.

رسول اللہ، ابو بکر عمر اور عثمان سب نماز کے بعد خطبہ عید دیتے لیکن جب معاویہ آئے تو انہوں نے خطبہ پہلے کر دیا

راقم کہتا ہے اس کی سند میں إبراهيم بن إبي يحيىٰ الأسلمی ہے جو متروک الحدیث ہے

فتح الباری میں ابن حجر نے لکھا ہے

وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عُثْمَانُ فَعَلَ ذَلِكَ أَحْيَانًا بِخِلَافِ مَرْوَانَ فَوَاظَبَ عَلَيْهِ فَلِذَلِكَ نُسِبَ إِلَيْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ مِثْلُ فِعْلِ عُثْمَانَ قَالَ عِيَاضٌ وَمَنْ تَبِعَهُ لَا يَصِحُّ عَنْهُ وَفِيمَا قَالُوهُ نَظَرٌ لِأَنَّ عَبْدَ الرَّزَّاقِ وبن أَبِي شَيْبَةَ روياه جَمِيعًا عَن بن عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ

اور احتمال ہے اس طرح خطبہ پہلے کرنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کبھی کبھی کیا ہے... اور روایت کیا گیا ہے کہ ایسا عمر نے بھی کیا ہے اور قاضی عِيَاضٌ اور ان کی اتباع کرنے والوں نے کہا ہے یہ صحیح نہیں اس پر نظر ہے اور مصنف عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ میں دونوں نے اس کو.. يوسف بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے

إبو العبّاس إحمَدُ بنُ الشَيخِ کتاب المفہم لما إشكل من تلخيص کتاب مسلم میں کہتے ہیں

وقد رُوِيَ أنَّ أوَّلَ مَنْ فعل ذلك عمر بن الخطَّاب ، وقيل : عثمان ، وقيل : عَمَّار ، وقيل : ابن الزبير ، وقيل : معاوية ـ رضى الله عنهم ـ ... فإنْ صحَّ عن واحدٍ مِنْ هؤلاء أنَّه قدَّم ذلك ، فلعلَّه إنما فعل ؛ لمَا رأى من انصرافِ الناسِ عن الخُطْبة ، تاركين لسماعها مستعجلين ، ، أو ليدرك الصلاةَ مَنْ تأخَّر وبَعُدَ منزلُه.

اور روایت کیا گیا ہے سب سے عید کی نماز کرنا بھر خطبہ دینا عمر نے کیا اور کہا جاتا ہے عثمان نے کیا اور کہا جاتا ہے

عمار نے کیا اور کہا جاتا ہے ابن زبیر نے کیا اور کہا جاتا ہے معاویہ نے کیا پس اگر یہ ان سب سے صحیح ہیں جن کا ذکر کیا تو ہو سکتا ہے انہوں نے ایسا کیا ہو جب دیکھا کہ لوگ خطبہ پر جا رہے ہیں اور جلدی میں خطبہ نہیں سن رہے اور نماز میں دیر کر رہے ہیں

راقم کہتا ہے اگر کوئی بیماری عام ہو یا کوئی اور وجہ ہو مثلا قحط وغیرہ تو ایسا کیا جا سکتا ہے

عید اور جمعہ ایک دن ہونا

اگر جمعہ اور عید ایک دن آ جائیں تو کیا کیا جائے گا چند روایات ملیں ہیں

جواب

تمام روایات اس حوالے سے ضعیف ہیں لیکن البانی ان سب کو صحیح کہتے ہیں

” عن إياس بن ابي رملة الشامي قال: شهدت معاوية بن ابي سفيان وهو يسال زيد بن ارقم قال: اشهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم عيدين اجتمعا في يوم؟ قال: نعم قال: فكيف صنع؟ قال: صلى العيد ثم رخص في الجمعة فقال: ” من شاء ان يصلي فليصل “.(سنن ابی داود ، باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد

باب: جمعہ اور عید ایک دن پڑے تو کیا کرنا چاہیئے؟۔۔۔حدیث نمبر: 1070

ایاس بن ابی رملۃ شامی کہتے ہیں کہ میں معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا اور وہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو عیدوں میں جو ایک ہی دن آ پڑی ہوں حاضر رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: ہاں، معاویہ نے پوچھا: پھر آپ نے کس طرح کیا؟ انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھی، پھر جمعہ کی رخصت دی اور فرمایا: ”جو جمعہ کی نماز پڑھنی چاہے پڑھے“۔

إیاس بن اِبی رملة الشامی مجهول ہے
الذھبی کہتے ہیں
قال ابنُ المنذر: لایثبت ہذا، فإن إیاساً مجھول
ابن المنذر نے کہا یہ ثابت نہیں ہے کیونکہ ایاس مہجول ہے

سنن ابی داود، حدیث نمبر: 1071

” حدثنا محمد بن طريف البجلي حدثنا اسباط عن الاعمش عن عطاء بن ابي رباح قال: صلى بنا ابن الزبير في يوم عيد في يوم جمعة اول النهار ثم رحنا إلى الجمعة ” فلم يخرج إلينا فصلينا وحدانا ” وكان ابن عباس بالطائف فلما قدم ذكرنا ذلك له فقال: اصاب السنة۔

(سنن ابی داود،)

عطاء بن ابور باح کہتے ہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ہمیں جمعہ کے دن صبح سویرے عید کی نماز پڑھائی، پھر جب ہم نماز جمعہ کے لیے چلے تو وہ ہماری طرف نکلے ہی نہیں، باآخر ہم نے تنہا تنہا نماز پڑھی!ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت طائف میں تھے، جب وہ آئے تو ہم نے ان سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے کہا: انہوں (ابن زبیر رضی اللہ عنہ) نے سنت پر عمل کیا ہے۔

سند میں اعمش مدلس عن سے روایت کرتا ہے اسباط بن نصر ضعیف ہے

سنن ابی داود، حدیث نمبر: 1073

حدَّثنا محمدُ بن المُصَفَّى، وعُمَرُ بن حفص الوُصَابي، المعنى، قالا: حدَّثنا بقية، حدثنا شعبة، عن مغيرة الضبيّ، عن عبدِالعزيز بن رُفَيع، عن أبي صالح
عن أبي هريرة، عن رسول الله- صلَّى الله عليه وسلم -أنه قال: "قد اجْتَمَعَ في يومِكم

هذا عيدان: فمن شاء أجزأه مِنَ الجُمعَةِ، وإنا مُجمِّعون” (2) قال عمر: عن شُعبة.

سند میں بقیۃ بن الولید الحمصی ضعیف ہے یہ مدلس ہے اور اہل فن کے مطابق اس کی تدلیس ضعیف سے ہوتی ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارے آج کے اس دن میں دو عیدیں اکٹھا ہو گئی ہیں، لہٰذا رخصت ہے، جو چاہے عید اسے جمعہ سے کافی ہو گی اور ہم تو جمعہ پڑھیں گے“۔

سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 1311

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي مُغِيرَةُ الضَّبِّيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «اجْتَمَعَ عِيدَانِ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا، فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ، وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ» . حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيرَةَ الضَّبِّيِّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارے آج کے دن میں دو عیدیں جمع ہوئی ہیں، لہٰذا جو جمعہ نہ پڑھنا چاہے اس کے لیے عید کی نماز ہی کافی ہے، اور ہم تو ان شاء اللہ جمعہ پڑھنے والے ہیں“۔

اس کی سند میں بھی بقیہ ہے جو مدلس ہے
شعیب الأرنؤوط بھی اس کو ضعیف کہتے ہیں

نفلی روزے

شوال کے چھ روزے

شوال کے چھے روزے بدعت ہیں؟

امام مسلم نے سَعدُ بنُ سَعِید بنِ قَیسٍ الاَنصَارِیؓ کی سند سے صحیح میں روایت کیا

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، جَمِيعًا عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ»

ابو ایوب الانصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ (اجر میں) ایسا ہے جیسے پورے سال کے روزے ہوں“ {صحیح مسلم: ۱۱۶۴}

جواب

بہت سے علماء کے نزدیک شوال کے چھے روزے بدعت ہیں

مثلا امام مالک بروایۃ أَبُو مُصْعَبٍ أحمد بن أبي بكر الزہری

وقال مَالك: فِي صِيَام سِتَّة أَيَّام بَعْدَ الْفطْرِ مِنْ رَمَضَانَ: إِنَّهُ لَمْ يَرَ أَحدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْه يَصُومُهَا، وَلَمْ يَبلغه ذَلِكَ عَنْ أَحَد مِنَ السَّلَف، وَإِنَّ أَهْل الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ ذَلِكَ، وَيَخَافُونَ بِدْعَتَهُ، وَأَنْ يُلْحِق بِرَمَضَانَ أَهل الْجَفَاءِ وَأَهْلُ الْجَهَالَةِ، مَا لَيْسَ فيه لَوْ رَأَوْا فِي ذَلِكَ رُخْصَةً من أَهْلِ الْعِلْمِ، وَرَأَوْهم يعملون ذَلِك.

امام مالک بن انس رمضان کے بعد شوال کے چھ روزوں کے بارے میں فرماتے ہیں: ''میں نے کسی اہل علم یا فقیہ کو نہیں دیکھا جو یہ روزے رکھتا ہو اور نہ سلف (صحابہ و تابعین) سے مجھے یہ پہنچا، بلکہ اہل علم اسے مکروہ سمجھتے ہیں اور اس بدعت سے خوف کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو جاھل لوگ اہل علم سے رخصت پائیں اور ان کو یہ روزے رکھتے ہوئے دیکھیں تو رمضان کے روزوں میں ان روزوں کو ملا دیں'' {موطا امام مالک: ۸۵۷

راقم کہتا ہے مدینہ میں اس روایت کا دار و مدار سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيّ پر ہے جس سے امام مالک نے روایت نہیں لی ہے

کتاب الشرح الكبير على متن المقنع از عبد الرحمن بن محمد بن أحمد بن قدامة المقدسي الجماعيلي الحنبلي، أبو الفرج، شمس الدين (المتوفى: 682ھـ) کے مطابق

وكرهه مالك وقال: ما رأيت أحداً من أهل الفقه صومها ولم يبلغني ذلك عن أحد من السلف، وإن أهل العلم يكرهون ذلك ويخافون بدعته وإن يلحق برمضان ما ليس منه

اور امام مالک نے اس سے کراہت کی اور کہا میں نے فقہاء میں کسی کو نہ دیکھا جو ان روزوں کو رکھتا ہو اور نہ مجھ کو یہ سلف سے پہنچا ہے اور اہل علم نے اس سے کراہت کی اور خوف کیا کہ یہ بدعت ہے اور یہ رمضان میں مل

جائیں گے جو اس میں سے نہیں ہیں

کتاب المبدع فی شرح المقنع از ابن مفلح (المتوفی: 884ھ) کے مطابق امام احمد کے نزدیک روایت موقوف ہے

أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ مَرْفُوعًا مِنْ رِوَايَةِ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ، وَقَوَّاهُ آخَرُونَ، وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ، وَإِلَيْهِ مَالَ أَحْمَدُ: إِنَّهُ مَوْقُوفٌ

امام ابو حنیفہ کے نزدیک بھی مکروہ ہیں۔
صوم ست من شوال مکروہ عند ابي حنیفة رحمہ اللہ متفرقا کان او متتابعاً
شوال کے چھ روزے رکھنا ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ ہیں خواہ علیحدہ علیحدہ رکھے جائیں یا اکٹھے۔

فتاوی عالمگیر: ص۱۰۱، المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی: کتاب الصوم، ج۲ ص ۳۹۳

ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے منسوب صحیح مسلم کی روایت پر محدثین کے اقوال

ابو ایوب الانصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ (اجر میں) ایسا ہے جیسے پورے سال کے روزے ہوں“ {صحیح مسلم: ۱۱۶۴}

اس روایت کو امام الطحاری نے {شرح مشکل الاثار: ۲۳۴۰}، ابن رشد نے {بدایۃ المجتہد: ۳۰۸/۱}، الباجی المالکی نے {شرح المؤطا: ۹۲/۳}، ابو العباس القرطبی نے {المفہم: ۲۳۹/۳} میں ضعیف قرار دیا ہے اور عمر بن دحیۃ نے فرمایا:
رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی حدیث ثابت و صحیح نہیں ہے“ {رفع الاشکال: ۱۷}

قال مرۃ فی حدیث صیام ست شوال: ”فإن قیل: مدارہ علی عمر بن ثابت الأنصاری، لم یروہ عن ابی ایوب غیرہ، فہو شاذ، فلا یحتجّ بہ

کتاب خبار المکیین من کتاب التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمة کے مطابق محدثین اس کو رفع کی گئی روایت سمجھتے تھے یعنی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک لے جایا گیا ہے یہ قول النبی نہیں ہے

حَدثنَا عبد الله بن الزبير الْحميدِي: قَالَ نَا سُفْيَان قَالَ: نَا سعد بن سعيد عَن عمر بن ثَابت الْأنْصَارِيّ، عَن أبي أَيُّوب الْأنصَارِيّ قَالَ: " من صَامَ رَمَضَان وَأتبعهُ ستًّا من شَوَّال فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْر كُله ". قلت لِسُفْيَان أَو قيل لَهُ: إِنَّهُم يرْفَعُونَهُ فَقَالَ: أسكت عَنهُ فقد عرفت ذَاك

الُحمیدی کہتے ہیں میں نے سفیان سے پوچھا ان لوگوں نے اس کو مرفوع کر دیا ہے؟ سفیان نے کہا اس پر بس چپ رہو یہ تم جان گئے ہو

یعنی روایت پھیل گئی تھی لوگ اس پر عمل کر رہے تھے لیکن محدثین کے اساتذہ کے نزدیک روایت مرفوع نہیں تھی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک سند نہیں جاتی تھی

تعلیقات الدارقطنی علی المجروحین لابن حبان کے مطابق امام احمد اس روایت کے کے ایک راوی کو ضعیف کہتے تھے

سعد بْن سعيد بْن أبي سعيد المَقْبُري
يَقُول إِبْرَاهِيم بْن أَحْمد: أَظن أَنه سعد بْن سعيد الْمدنِي.
رَوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّال، فَكَأَنَّمَا صَام الأَبَد»
بَلَغنِي عَن أَحْمد بْن حَنْبَل، أَنه قَالَ: هُوَ ضَعِيف.
والأَغلب عَلّي أَنه غَيره، بل لَا أَشك، وَكِلَاهُمَا ضَعِيف.

سند میں سَعْدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيُّ ہے جس کو ضعیف کہا گیا ہے النَّسَائِيُّ: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ

ابن عدی نے الکامل میں اس کو ضعیف راویوں میں شمار کیا اور کہا

قَالَ الشَّيْخُ: حَدِيثُ سَعْدِ بْنِ سَعِيد عَنِ عُمَر بْنِ ثَابِتٍ، عَن أَبِي أيوب من صام رمضان فهو مشهور، وَمَدار هذا الحديث عليه قد حدث به، عَن يَحْيى بْنُ سَعِيد أخوه، وشُعبة والثوري، وابن عُيَينة وغيرهم من ثقات الناس

اس کی شوال کے ٦ روزوں والی روایت مشہور ہے اور اس کا مدار اس راوی سَعْدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيُّ پر ہے اس سے یحییٰ اور ان کے بھائی اور شعبہ اور ثوری اور ابن عیینہ اور لوگوں میں دیگر ثقات نے روایت کیا ہے

الاکمال از مغلطای کے مطابق الساجی، والعقیلی، وابو علی بن السکن وابو العرب نے اس کا ذکر ضعیف راویوں میں کیا ہے

وذکرہ الساجی، والعقیلی، وابو علی بن السکن وابو العرب فی «جملۃ الضعفاء» .

ثوبان رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

ایک روایت ثوبان رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب ہے مسند الشامیین از طبرانی اور السنن الکبری از نسائی میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ دُحَيْمٍ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الذِّمَارِيِّ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ صَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَعَشَرَةُ أَشْهُرٍ، وَسِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ، فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ»

علل ابی حاتم میں ہے

وسمعتُ (5) أَبِي وذكَرَ حَدِيثًا رَوَاهُ سُوَيد بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ الذِّمَارِي، عَنْ أَبِي الأَشْعَث الصَّنْعاني (6) ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبي (7) ، عَنْ ثَوْبان، قَالَ: قَالَ رسولُ اللَّهِ (ص) : مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَه بِسِتٍّ (1) مِنْ شَوَّال ... .

قَالَ أَبِي: هَذَا وَهَمٌ شديدٌ (2) ؛ قَدْ سَمِعَ يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الذِّمَارِي هَذَا الحديث (3) مِنْ أَبِي أَسْمَاءَ، وَإِنَّمَا (4) أَرَادَ (5) سُوَيْدٌ: مَا حدَّثنا صَفْوان بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حدَّثنا مَرْوَانُ الطَّاطَرِي (6) ، [عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمْزَةَ] (7) ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي الأَشْعَث الصَّنْعاني، عَنْ شَدَّاد بْنِ أَوْسٍ، عن النبيِّ (ص) : مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ بِسِتٍّ (8) مِنْ شَوَّالٍ ... .

وحديثُ ثَوْبان: الصَّحيحُ: يحيى بن الحارث، أنه (9) سَمِعَ أَبَا (10) أَسْمَاءَ الرَّحَبِيَّ، عَنْ ثَوْبان، عن النبيِّ (ص)

ابن ابی حاتم کے مطابق اس سند میں شدید وہم ہوا ہے لیکن ان کے مطابق ثوبان کی سند سے صحیح ہے

اس طرح ابی حاتم کے مطابق شداد بن اوس کی سند سے صحیح ہے اور ثوبان اور شداد رضی اللہ عنہما کی اسناد کو ابی حاتم نے صحیح قرار دیا ہے

راقم کہتا ہے ان دونوں کی سند میں يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ الذِّمَارِي المتوفی ۱۴۵ ھ کا تفرد ہے جو کبھی اس کو شداد کی سند سے اور کبھی ثوبان کی سند سے بیان کرتا ہے – عباسی خلفاء کے دور میں يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ الذِّمَارِي جامع دمشق کے امام تھے اور عباسیوں کے دور میں لوگوں کو زہد کی طرف مائل کرنا حکومت کا ایجنڈا تھا جو شخص بھی شب برات سے متعلق احادیث پر تحقیق کرے وہ جان سکتا ہے کہ اس کی روایات حکومت کے قاضی اور مسجدوں کے امام بیان کرتے ہیں اور یہاں بھی یہی حال ہے کہ یحییٰ بن الحارث نے اس کو کبھی شداد سے اور کبھی ثوبان سے منسوب کیا

ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

علل ابی حاتم میں ہے

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رواه عَمْرُو ابن أَبِي سَلَمَة ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّد، عَنْ سُهَيل بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيه، عَنْ أَبِي هريرة، عن النبيِّ (ص) قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وأَتْبَعَهُ بِستّ مِنْ شَوَّالٍ، فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ؟ قَالَ أَبِي: المِصْرِيُّون يَرْوُونَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ زُهَيْرٍ ، عَنِ الْعَلاءِ ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عن النبيّ

ابی حاتم کے مطابق اس روایت کو مصریوں نے بھی روایت کیا ہے- ابی حاتم کے مطابق اہل شام کی زہیر بن محمد سے روایت منکر ہے اور عمرو بن ابی سلمة شامی ہے –دارقطنی نے العلل میں ان دونوں طرق کو وکلاہما غیر محفوظ قرار دیا ہے

دارقطنی نے علل میں کہا

وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يزيد الخوزي، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عبد الرحمن بن أبي هريرة، عن أبيه، عن النبي (ص) ، ولم يُتابَع عليه، وهو ضعيف. وروي عَنِ الأَوْزَاعِيّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، موقوفًا، ولا يثبت عن أبي هريرة

ابو ہریرہ سے اس روایت کی متابعت نہیں ہے اور راوی سند ضعیف ہے اور یہ ابو ہریرہ سے ثابت بھی نہیں ہے

الغرض صحیح مسلم کی روایت کی سند ضعیف ہے اور وہ موقوف بھی ہے –ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت محفوظ

نہیں ہے –ثوبان رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت میں اہل شام کا تفرد ہے- امام مالک کو نہیں ملی یا ان کے نزدیک ثابت نہیں تھی البانی، مختصر سنن إبي داود از المنذري کی تعلیق میں کہتے ہیں

وقال بعضهم: لعل الحديث لم يبلغه، إولم يثبت عنده

اور بعض کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے امام مالک کو یہ حدیث نہ ملی ہو یا ان کے نزدیک ثابت ہی نہ ہو

اسی طرح عراق میں بھی امام ابو حنیفہ اس پر عمل نہیں کرتے تھے

راقم کہتا ہے یہ اختلاف اب ختم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس پر امت بٹ چکی ہے۔بڑے فقہاء و محدثین کے نزدیک شوال کے چھ روزے بدعت ہیں اور اسی طرح بڑے محدثین مثلا ابی حاتم کے نزدیک ثابت ہیں –راقم خود یہ روزے نہیں رکھتا

خیال رہے کہ جس شخص پر رمضان کے روزے باقی ہوں وہ نفلی روزے ان سے قبل نہیں رکھ سکتا

عرفہ کا روزہ

عرفہ کا روزہ کیا سنت ہے؟

جواب

مصنف عبد الرزاق کے مطابق

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، 7823 – عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، «إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ صِيَامَ يَوْمِ عَرَفَةَ»

ابن عمر رضی اللہ عنہ یوم عرفہ کے روزے سے کراہت کرتے

موطا امام مالک کی روایت ہے

مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عُمَيْرٍ، مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ؛ إِنَّ نَاساً تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ، فِي صِيَامِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ صَائِمٌ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ بِصَائِمٍ. فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ، وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرٍ (1)، بِعَرَفَةَ، فَشَرِبَ

أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ کہتی ہیں ہم نے یوم عرفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ بھیجا یہ دیکھنے کہ روزہ ہے یا نہیں تو اپ نے وہ دودھ پی لیا

مَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا کی صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہیں رکھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں ایک حج کیا اور اس روز روزہ نہیں رکھا

لیکن موطا میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرفہ کا روزہ رکھتی تھیں
لیکن وہاں وضاحت نہیں کہ جب انہوں نے حج کیا تب رکھا یا جب نہیں کیا تب رکھا

امام بخاری اس پر صرف ایک حدیث لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہیں رکھا

صحیح مسلم میں ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم عرفہ کا روزہ اگلے اور پچھلے سال کا کفارہ ہے
وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ: «يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ
اس کو عبد اللہ بن معبد الزمانی ابی قتادہ سے روایت کرتے ہیں
کتاب ذکر اسماء من تکلم فیہ وہو موثق از الذھبی کے مطابق
عن إبي قتادة ثقة قال البخاری لا يعرف له سماع منه
امام بخاری کہتے ہیں عبد اللہ بن معبد الزمانی کا سماع ابی قتادہ سے نہیں
لہذا صحیح مسلم کی یہ روایت ضعیف ہے

ابن عدی اسی روایت کا الکامل میں ذکر کرتے ہیں پھر کہتے ہیں
وہذا الحديث ہو الحديث الذي إراده البُخاريّ إن عَبد الله بن معبد لا يعرف له سماع من إبي قتادة.
اور یہ وہ حدیث ہے جس پر بخاری کا ارادہ ہے کہ عبد اللہ بن معبد نے ابی قتادہ سے نہیں سنا

سنن میں روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یوم عرفہ اور یوم النحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید کے دن ہیں اور یہ سب کھانے پینے کے دن ہیں۔

کھانے پینے والے دن روزہ کیسے ہوگا؟

اپ دیکھیں امام بخاری کے نزدیک صحیح مسلم کی روایت صحیح نہیں ہے

*[3]

راقم امام بخاری کی رائے سے متفق ہے اور امام مسلم سے اختلاف کرتا ہے

مسند احمد اور سنن ابو داود کی حدیث ہے

---

3. امام مسلم مقدمہ میں امام بخاری کا نام لئے بغیر ان پر جرح کرتے ہیں
: امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض ہمعصر محدثین نے سند حدیث کی صحت اور سقم کے بارے میں ایک ایسی غلط شرط عائد کی ہے جس کا اگر ہم ذکر نہ کرتے اور اس کا ابطال نہ کرتے تو یہی زیادہ مناسب اور عمدہ تجویز ہوتی اس لئے کہ قول باطل ومردود کی طرف التفات نہ کرنا ہی اس کو ختم کرنے اور اس کے کہنے والے کا نام کھو دینے کے لئے بہتر اور موزوں ومناسب ہوتا ہے تاکہ کوئی جاہل اور ناواقف اس قول باطل کو قول صواب وصحیح نہ سمجھ لے مگر ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جاہل نئی نئی باتوں کے زیادہ دلدادہ اور عجیب وغریب شرائط کے شیدا ہوتے ہیں اور غلط بات پر جلد اعتقاد کرلیتے ہیں حالانکہ وہ بات علماء راسخین کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے لہذا اس نظریہ کے پیش نظر ہم نے معاصرین کے قول باطل کی غلطی بیان کرنا اور اس کو رد کرنا اس کا فساد وبطلان اور خرابیاں ذکر کرنا لوگوں کے لئے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا تاکہ عام لوگ غلط فہمی سے محفوظ رہیں اور ان کا انجام بھی نیک ہو اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے بات مذکور شروع کی ہے اور جس کے فکر وخیال کو ہم نے باطل قرار دیا ہے یوں گمان اور خیال کیا ہے کہ جس حدیث کی سند میں فلاں عن فلاں ہو اور ہم کو یہ بھی معلوم ہو کہ وہ دونوں معاصر ہیں اس لئے کہ ان دونوں کی ملاقات ممکن ہے اور حدیث کا سماع بھی البتہ ہمارے پاس کوئی دلیل یا روایت ایسی موجود نہ ہو جس سے قطعی طور پر یہ بات ثابت ہو سکے کہ ان دونوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ہو اور ایک نے دوسرے سے بالمشافہ اور بلاواسطہ حدیث سنی تو ایسی اسناد سے جو حدیث روایت کی جائے وہ حدیث ان لوگوں کے ہاں اس وقت تک قابل اعتبار اور حجت نہ ہوگی جب تک انہیں اس بات کا یقین نہ ہوجائے کہ وہ دونوں اپنی عمر اور زندگی میں کم از کم ایک بار ملے تھے یا ان میں سے ایک شخص نے دوسرے سے بالمشافہ حدیث سنی تھی یا کوئی ایسی روایت ہو جس سے یہ ثابت ہو کہ ان دونوں کی زندگی میں کم از کم ایک بار ملاقات ہوئی اور اگر نہیں تو کسی دلیل سے ان کی ملاقات کا یقین ہو سکے نہ کسی روایت سے ان کی ملاقات اور سماع ثابت ہو تو ان کے نزدیک اس روایت کا قبول کرنا اس وقت تک موقوف رہے گا جب تک کہ کسی روایت آخر سے ان کی ملاقات اور سماع ثابت نہ ہوجائے خواہ ایسی روایات قلیل ہوں یا کثیر۔ اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے یہ قول اسناد کے باب میں ایک نیا ایجاد کیا ہے جو پیشرو محدثین میں سے کسی نے نہیں کہا اور نہ علماء حدیث نے اس کی موافقت کی ہے کیونکہ موجودہ اور سابقین تمام علماء حدیث وارباب فن حدیث اور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب کوئی ثقہ اور عادل راوی اپنے ایسے ہم عصر ثقہ اور عادل راوی سے کوئی حدیث روایت کرے جس سے اس کی ملاقات اور سماع باعتبار سن اور عمر کے اس وجہ سے ممکن ہو کہ وہ دونوں ایک زمانہ میں موجود تھے تو اس کی روایت قابل قبول اور لائق حجت ہے

———

یہ پوری بات امام بخاری اور بہت سے ائمہ پر صادق اتی ہے

حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ، وَعَفَّانُ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا الْحُرُّ بْنُ الصَّيَّاحِ قَالَ: سُرَيْجٌ، عَنِ الْحُرِّ، عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ امْرَأَتِهِ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ، وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ" قَالَ عَفَّانُ: أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيسَيْنِ۔

بعض ازواج نبی نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو ذوالحجہ کا روزہ رکھتے تھے

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں ضعیف لاضطرابہ اور یہی بات امام الزَّيْلَعي "نصب الراية 2/157 میں کہتے ہیں

البانی اس کو صحیح کہتے ہیں حالانکہ اس کی تمام سندوں میں عَنِ امْرَأَتِهِ ایک مجھول عورت ہے

سوال : عرفہ کے روزے پر مزید سوالات ہیں

سنن إبي داود: كِتَابُ الصَّيَامِ (بَابٌ فِي صَوْمِ الْعَشْرِ) سنن ابو داود: کتاب: روزوں کے احکام و مسائل (باب: عشرہ ذی الحجہ میں روزوں کا بیان)

2437

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ امْرَأَتِهِ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ، وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَالْخَمِيسَ.

حکم : صحیح 2437

امہات المؤمنین میں سے ایک کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کے (پہلے) نو دن، عاشورہ محرم، ہر مہینے میں تین دن اور ہر مہینے کے پہلے سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

اب کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے یہ روزہ حاجیوں پر نہیں ہے لیکن دوسرے لوگوں کے لئے ہے جو حج پر نہیں ہیں

جواب شعیب نے مسند احمد میں اس کو ضعیف لاضطرابہ قرار دیا ہے

قال الدکتور احمد الغامدی، مدیر عام ہیئۃ الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر بمنطقۃ مکۃ سابقًا، إن حدیث فضل صیام یوم عاشوراء و تکفیر الصیام لسنۃ ماضیۃ ہو حدیث "ضعیف" بعکس ما ہو مشتہر.

الدکتور احمد الغامدی، مدیر عام ہیئۃ الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر بمنطقۃ مکۃ نے کہا صحیح مسلم کی ابو قتادہ والی حدیث ضعیف ہے

http://www.ajel.sa/local/1798686

و قال نصًّا، إن الحدیث " رواہ عبد اللہ بن معبد الزمانی عن إبی قتادۃ، وعبد اللہ بن معبد لا یعرف لہ سماع عن إبی قتادۃ، قالہ البخاری فی الکبیر، وإخرج ابن عدی الحدیث فی الکامل و قال: (وہذا الحدیث ہو الحدیث الذی إراد البخاری إن عبد اللہ بن معبد لا یعرف لہ سماع من إبی قتادۃ)، وہذا یعنی إن البخاری یضعف إسنادہ بالانقطاع، وإقرار من نقل ذلک یعد موافقۃ لہ" حسب قولہ

عرفہ کا روزہ رکھنے پر گناہ معاف ہونے والی حدیث کو امام مسلم نے بیان کیا ہے امام بخاری کے نزدیک اس کی سند میں انقطاع ہے

مَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا کی صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہیں رکھا-امام بخاری اس سلسلے میں صرف ایک حدیث لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہیں رکھا

صحیح بخاری کی روایت 1658 ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا سَالِمٌ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الفَضْلِ، عَنْ أُمِّ الفَضْلِ، شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ» اُمِّ الفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ کہتی ہیں ہم نے یوم عرفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ بھیجا یہ دیکھنے کہ روزہ ہے یا نہیں تو اپ نے وہ دودھ پی لیا

موطا امام مالک کی روایت ۱۳۸۹ یا ۳۸۸ ہے

عقبة بن عامر الجهني عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إن ایام الأضحیٰ وایام التشریق ویوم عرفة عید نا اہل الاسلام ایام اکل وشرب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوم عرفہ اور یوم النحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید کے دن ہیں اور یہ سب کھانے پینے کے دن ہیں۔
البناية شرح الهداية از المؤلف: ابو محمد محمود بن احمد بن موسى بن احمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى (المتوفى: 855ھـ) میں ہے

وکرہ صوم یوم عرفة عند الشافعي –رَحِمَہُ اللَّہُ امام شافعی یوم عرفہ کے دن روزہ سے کراہت کرتے قولی حدیث میں اس دن کو کھانے پینے کا دن کہا گیا ہے

موطا میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرفہ کا روزہ رکھتی تھیں

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَانَتْ «تَصُومُ يَوْمَ عَرَفَةَ»، [ص: 376] قَالَ الْقَاسِمُ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهَا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ، يَدْفَعُ الْإِمَامُ ثُمَّ تَقِفُ حَتَّى يَبْيَضَّ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ تَدْعُو بِشَرَابٍ فَتُفْطِرُ

اس کی سند میں یحییٰ بن سعید انصاری مدلس ہے

اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے –اس دن روزہ رکھا جا سکتا ہے لیکن اپ لوگوں کو اس کی صحیح خبر دیں تو قباحت نہیں ہے۔ مثلا ۱۵ شعبان کا روزہ بدعت ہے لیکن ہم کو معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے روزے شعبان میں مکمل کرتی تھیں ظاہر ہے اس دور میں ۱۵ شعبان کا وجود نہ تھا

کہنے کا مقصد ہے دن اللہ کے ہیں کسی بھی دن نیکی کا عمل کیا جا سکتا ہے لیکن اگر دن کسی بدعت سے متصف ہو تو اس دن اپ تبلیغ بھی کریں کہ ایسا ایسا کرنا بدعت ہے- ایام حج میں بعض کام حاجی کریں گے لیکن مقیم بھی ان کو کرے گا مثلا قربانی- اسی طرح حاجی روزہ نہیں رکھے گا اور مقیم بھی روزہ نہیں رکھے گا- قیود بھی ہیں بعض کام حاجی نہیں کرے گا حاجی شکار نہیں کرے گا لیکن مقیم کرے گا

نو، دس محرم کا روزہ

دس محرم کا روزہ کا تعلق کس چیز سے ہے؟

جواب دس محرم کا روزہ ایام جاہلیت میں رکھا جاتا تھا اس کو یوم عاشور کہا جاتا تھا

عن عائشة قالت: كان يوم عاشوراء تصومه قريش فى الجاهلية وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ (صحيح البخاری

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عاشوراء کے دن زمانہ جاہلیت میں قریش روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریش کے ساتھ اسی دن روزہ رکھتے تھے پس جب مدینہ گئے تو اسی دن صوم کا حکم دیا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کے روزے کو کر دیا جو چاہے رکھے

طبرانی کے مطابق عَاشُورَاء کا دن بہت محترم تھا اس دن ایام جاہلیت میں کعبہ کا غلاف تبدیل ہوتا تھا

نوٹ: غلاف کعبہ بدلنے کی رسم کے دن کو اب بدل دیا گیا ہے اور اس کو اب ذوالحجہ میں کیا جاتا ہے راقم کو ایسی

کوئی روایت نہیں ملی جس میں اس دن کو بدلنے کا حکم ہو کسی کو علم ہو تو خبر دے کیونکہ ذوالحجہ میں غلاف تبدیل کرنا ایک بدعت ہو گا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا

دیگر روایات کے مطابق جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے تو پہلے سال میں مدینہ میں یہودی اپنے کلینڈر کے مطابق خروج مصر

Pass Over

کا جشن منا رہے تھے

مورخین کے مطابق ہجرت ربیع الاول میں ہوئی چند ماہ بعد جب محرم کا مہینہ آیا تو اس میں یہود کا جشن کا دن بھی اتفاقا آ گیا

مسلمانوں نے پوچھا کہ اس جشن کی وجہ کیا ہے ؟ تو یہود نے کہا کہ اس روز موسی نے مصر سے خروج کیا تھا اتفاقا عربوں میں یہ روز دس محرم تھا لہذا اسی روز مسلمانوں نے بھی روزہ رکھا کہ ہم بھی موسی کے قریب ہیں

یہود کے مطابق خروج مصر

Pesach

عید فسخ

کا جشن ابیب ماہ کی ۱۵ تاریخ کو اتا ہے یہ محض اتفاق تھا کہ یہ ماہ ابیب اور محرم کا مہینہ مل گئے اور یہود کی ۱۵ تاریخ تھی اور مشرکین اور مسلمانوں کی دس محرم کی تاریخ تھی

یہود کا اپنا کلینڈر

Hebrew calendar

تھا جو اسلام سے قدیم ہے اور اسی کے مطابق ان کے اہم دن اتے ہیں موسی کے خروج مصر سے دس محرم کا کوئی تعلق نہیں ہے

ہجرت کے پہلے سال یہ محض اتفاق تھا کہ یہود کے خروج مصر کا دن اور دس محرم مل گئے تھے

لہذا صحیح بات یہ ہے کہ عَاشُورَاء کا روزہ ایام جاہلیت کی رسم ہے اس کو اسلام میں نا پسند نہیں کیا گیا اور رمضان کے بعد اب یہ نفلی عبادت ہے جو چاہے کرے اور نہ چاہے تو نہ کرے

اس کی تفصیل تفسیر میں ہے دیکھئے
صفحہ ۱۵۸
Two Illuminated Clouds of Qur'an

یہود اور عرب اس دور میں دونوں النسی پر عمل کرتے تھے اور ماہ بدل دیتے تھے یہود کا مقصد تھا کہ عید فسخ بہار میں ہو اور یہی عرب چاہتے تھے کہ حج بہار میں ہو لہذا مارچ یا اپریل کے ماہ کے لئے یہودی قمری اور مشرکین کے قمری سال میں النسی سے ایڈجسٹمنٹ کی جاتی تھی

اپ نے جو روایت پیش کی ہے وہ المعجم الصغیر کی ہے
حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنَا بَرَكَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَلَبِيُّ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ أَسْبَاطٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: " دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ , فَإِذَا بَيْنَ يَدَيْهِ قَصْعَةُ ثَرِيدٍ وَعُرَاقٍ , فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ , أَلَيْسَ هَذَا يَوْمَ عَاشُورَاءَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ , كُنَّا نَصُومُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ شَهْرُ رَمَضَانَ , فَلَمَّا فُرِضَ شَهْرُ رَمَضَانَ نُسِخَ , ثُمَّ قَالَ: اقْعُدْ , فَقَعَدْتُ , فَأَكَلْتُ " لَمْ يَرْوِهِ عَنِ الثَّوْرِيِّ إِلَّا يُوسُفُ بْنُ أَسْبَاطٍ
اس کی سند میں یوسف بن إسباط الشيباني الزاهد الواعظ جو ضعیف ہے اس نے اپنی کتب دفن کر دی تھیں لہذا اس کی روایت صحیح نہیں سمجھی جا سکتی البتہ ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے

لیکن اس میں غور طلب بات ہے کہ کیا عَاشُورَاءَ یہود کے نزدیک خروج مصر کا دن تھا بھی یا نہیں

یہود کی مخالفت میں نو محرم کو بھی روزہ رکھنا ہو گا یا صرف دس محرم کو ہی رکھنا ہے؟؟

جواب

جب ہجرت ہوئی اس وقت سال میں مہینے النسی سے بدلے جاتے تھے –اس طرح ذو الحجہ مارچ-اپریل کے مہینے میں کیا جاتا تھا تاکہ بہار میں حج ہو سکے موسم اچھا ملے

اور یہی کام یہودی کرتے تھے وہ عید فسخ

Passover

کو بہار میں کرتے تھے

عید فسخ یعنی خروج مصر کی عید

اس وجہ سے اتفاقا محرم اور عید فسخ مل گئے تھے اور یہ ہجرت کے پہلے سال محض اتفاق تھا

یہود میں عربوں کا کلنڈر آج بھی نہیں چلتا ان کا اپنا عبرانی کلینڈر ہے جو اسلام سے قدیم ہے

یعنی وہ دس محرم کو کوئی عید نہیں مناتے وہ عید فسخ ابیب یا نسان

Abib or Nissan

کے مہینے میں کرتے ہیں جو ان کے کلنڈر کا مہینہ ہے اور اس میں النسی کے طریقہ سے ایڈ جسٹمنٹ کرتے ہیں

یعنی دس محرم کا خروج مصر سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ اس کو ہر سال سمجھا جائے –خروج مصر ابیب یہودی کلنڈر میں اتا ہے جو کسی بھی اسلامی مہینے میں آ سکتا ہے

کہنے کا مقصد ہے کہ تاریخی طور پر یہ محض ایک اتفاق تھا کہ النسی کی وجہ سے ابیب اور محرم ایک ہی مہینہ میں آ گئے اور ایسا ہوا کہ یہود اور مسلمان خروج مصر کی عید فسخ پر دونوں نے روزہ رکھا-اس کو عموم نہیں سمجھنا چاہیے

نوٹ

مشرکین مکہ بھی اس دن روزہ رکھتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس محرم کا روزہ رکھا یہ صرف ایک وقتی حکم تھا جو ہجرت کے پہلے سال کے لئے

ہوا

اس کے بعد اس کو نفلی کر دیا گیا کہ جو چاہے وہ رکھے

نو محرم کا روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نو یا دس محرم کے دن کا یہود سے اب کوئی تعلق نہیں رہا ہے

رسول اللہ نو محرم کا روزہ رکھنے کا ارادہ کر رہے تھے لیکن وفات ہوئی؟

Sahih Muslim Hadees # 2666

وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا غَطَفَانَ بْنَ طَرِيفٍ الْمُرِّيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: حِينَ صَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ» قَالَ: فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حسن بن علی حلوانی، ابن ابی مریم، یحییٰ بن ایوب، اسماعیل بن امیہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم فرمایا تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس دن تو یہودی اور نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آئندہ سال آئے گا تو ہم نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے راوی نے کہا کہ ابھی آئندہ سال نہیں آیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔

بھائی اس حدیث کے مطابق تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اگلے سال یہود و نصارہ کی مخالفت میں نو کا روزہ رکھنے کا بھی ارادہ تھا اب سوال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں معلوم تھا کہ یہود کا کلنڈر عربوں کے کلنڈر سے مختلف ہے اگلے سال یہ دونوں مہینے نہیں مل پائیں گے یہود کی النسی کی وجہ سے۔ پھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے

سال نو کا روزہ رکھنے کا ارادہ کیا پلیز اس بارے میں رہنمائی فرمادیجیئے جزاک اللہ۔

جواب

یہ روایت میرے نزدیک صحیح نہیں معلول ہے

اس کی علت ہے

اول : سند میں إبو غطفان بن طریف ہے جو مجہول ہے –لسان میزان میں ہے
إبو غطفان [الظاہر إنہ إبو غطفان بن طریف المری] عن إبي ہریرۃ. لا یدری من ہو. قال الدارقطنی: مجہول.
والظاہر إنہ إبو غطفان بن طریف المری فما ہو بمجہول قد وثقہ غیر واحد. انتہی. وہو في التہذیب ویبعد ہذا الظاہر إن مثل الدارقطنی لایخفی علیہ حال المری وقد جزم بأن ہذا مجہول.
إبو غطفان [ظاہر ہوتا ہے کہ یہ إبو غطفان بن طریف المری] إبي ہریرۃ سے روایت کرتا ہے نا معلوم کون ہے اور دارقطنی نے کہا مجہول ہے
اور ظاہر ہے کہ إبو غطفان بن طریف المری جو مجہول نہیں ہے اس کو ایک سے زائد نے ثقہ کہا ہے انتہی اور یہ التہذیب میں بھی ہے اور بعید ہے کہ دارقطنی پر اس کا حال مخفی رہا ہو اور ان کا جزم یہ ہے کہ یہ مجہول ہے

راقم کہتا ہے یہ مجہول ہے اس کے ابن سعد نے صرف یہ لکھا ہے یہ مروان کا کاتب تھا
نسائی نے الکنی میں کسی إبُو غطفان کو ثقہ کہا ہے لیکن واضح نہیں کہ یہی مراد ہے یا کوئی اور ہے

کتاب مَنْ تَكَلَّم فيہ الدَّارقطني في كتاب السنن من الضعفاء والمتروكين والمجہولين (فيہ إكثر من مائتي ترجمۃ ليست في سنن الدارقطني المطبوع) از المؤلف: محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد بن إحمد بن التقي سليمان بن حمزۃ المقدسي ثم الصالحہ ناصر الدين المعروف بابن زريق (المتوفى: 803ھــ) کے مطابق دارقطنی نے اس کو قوی نہیں بھی کہا ہے

إبو غطفان المری عن إبي ہريرۃ. ليس بالقوی. قالہ الدارقطنی

دوسری علت اس کے متن میں ہے
یَارَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى - اس دن کی تعظیم یہود و نصرانی کرتے ہیں

راقم کہتا ہے یہ قول حقیقت کے خلاف ہے ۔نصرانی اس دن کی کوئی تعظیم نہیں کرتے - یاد رہے کہ نصرانیوں کے مطابق توریت کلعدم ہے اور عیسیٰ کے صلیب کا حکم بھی یوم عید فسخ کو دیا گیا تھا لہٰذا یہ دن ان کے نزدیک لائق تعظیم نہیں ہے

تیسری علت
یہ واقعہ پہلی ہجری کا ہے جب یہود سے خبر ملی کہ یوم عاشور عید فسخ کا دن ہے- اس کے بعد دو ہجری میں رمضان کے روزے فرض ہوئے اور عاشور کا روزہ نفلی کر دیا گیا

گویا ۱۱ سال تک دس کا ہی روزہ رکھا جاتا رہا اور بارہویں سال جب مدینہ میں یہود کے اکا دکا افراد تھے خیال ہوا کہ یہود کی مخالفت ہونی چاہیے کہ کہ روایت میں ہے میں اگلے سال (یعنی ۱۲ھ میں بھی زندہ رہا تو) نو تاریخ کا روزہ بھی رکھوں گا ۔یہ سب ممکنات میں سے نہیں ہے

معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
«هَذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ، وَلَمْ يُفْرَضْ عَلَيْنَا صِيَامُهُ،
یہ دن یوم عَاشُورَاءَ ہے اس کا روزہ فرض نہیں ہے
یہ حدیث معاویہ نے اس وقت سنائی جب حج کیا تو وہاں سب کو خبر کیوں نہیں کی کہ نو کا روزہ بھی رکھنا چاہیے

مسلم نے ایک روایت دی ہے کہ ابن عباس نے نو تاریخ کا روزہ رکھا اور اس کو یوم عاشور اقرار دیا

وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ، قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى ابْنِ

عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ فِي زَمْزَمَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: «إِذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ، وَأَصْبِحْ يَوْمَ التَّاسِعِ صَائِمًا»، قُلْتُ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ قَالَ: «نَعَمْ

الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ نے کہا ہم ابن عباس کے پاس رکے .. وہ زمزم کے پاس تھے ان سے میں نے کہا مجھ کو یوم عَاشُورَاءَ کے روزے کی خبر دیں – کہا جب محرم کا چاند دیکھو گننا شروع کرو اور نو کی صبح ہو تو تم روزے سے ہو – میں نے پوچھا کیا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روره رکھتے تھے؟ ابن عباس نے کہا ہاں

اس کی سند میں حاجب بن عمر بن عبد اللہ بن إسحاق ہے اور الحکم بن عَبد اللَّهِ بن إسحاق الأعرج البَصرِيّ ہے دونوں بہت مضبوط نہیں
یہ روایت شاذ ہے – اس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو رکھتے ہی نو تاریخ کا روزہ تھے
ابن عباس سے ہی مروی دوسری روایت میں ہے کہ دس محرم کا دن عَاشُورَاء کا دن تھا

بحث اس روایت پر ہو رہی ہے کہ نو کا رکھنے کا انہوں نے سوچا لیکن وفات ہو گئی یعنی یہ متضاد روایات ہیں جبکہ صحیح مسلم کی اس روایت میں ہے نو کا روزہ رسول اللہ بھی رکھتے تھے جو یوم عَاشُورَاءَ تھا

متابعت بھی ضعیف ہے – امام مسلم نے ایک اور حدیث دی ہے
وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَيْرٍ، – لَعَلَّهُ قَالَ: – عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ" وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ: قَالَ: يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ. , (م) 134 – (1134)
اسی سند و متن سے ابن ماجہ اور مسند احمد میں ہے

اس کی سند میں القاسم بن عَبَّاس بن مُحَمَّد بن معتب بن أَبِي لهب القرشي الهاشمي ہے – امام علی بن المدینی سے اس پر سوال ہوا کہا
لم يروه عنه غير ابن أَبِي ذئب، والقاسم مجهول

اس سے ابن اَبِی ذِئب کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا اور قاسم مجھول ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

کان یومُ عاشوراءَ تصومُہ قریشٌ فی الجاہلیۃِ، وکان رسولُ اللہِ صلَّی اللہُ علیہ وسلَّم یصومُہ، فلما قَدِمَ المدینۃَ صامہ وأمَر بصیامِہ، فلما فُرِضَ رمضانُ ترک یومَ عاشوراءَ، فمن شاء صامہ ومَن شاء ترکَہ. (صحیح البخاری: 2002)

ترجمہ: قریش کے لوگ دورِ جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ روزہ رکھتے تھے۔ پھر جب آپ مدینہ تشریف لے آئے تو تب بھی عاشوراء کا روزہ رکھتے اور صحابہ کرام کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا آپ نے حکم دے رکھا تھا۔ البتہ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کی فرضیت ختم ہو گئی۔ لہٰذا اب جو چاہے یہ روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

یہ روایت متناً اس حدیث سے زیادہ صحیح ہے جس میں ہے کہ یہود کی عید فتح کی وجہ سے یہ روزہ رکھا گیا

دس محرم کو غریب کو کھانا کھلانا – کیا یہ کوئی حدیث ہے؟

جواب

”مَنْ وَسَّعَ علی عیالِہِ فی یومِ عَاشُورَاء وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیہِ فی سَائرِ سَنَتِہِ کلِّھا

جس نے اپنے خاندان پر روز عاشور وسعت کی – اس کی تمام سالوں پر اللہ وسعت کرے گا

یعنی رزق میں وسعت

اس کو ابن جوزی نے موضوع یعنی گھڑی ہوئی قرار دیا ہے

البتہ الدرر المنتشرۃ فی الأحادیث المشتھرۃ میں عبد الرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی: 911ھ) نے

اس کو حسن قرار دیا ہے

شوکانی نے الُحَدِیثُ غیر محفوظ. قرار دیا ہے

دار قطنی نے بھی غیر محفوظ کہا ہے

الدَّارَ قُطنِیّ انمایرُوی ہٰذَا من قَول مُحمَّد بن الُمُنتَشِر الحَدِیث غیر مَحفُوظ وَلَا یثبت